رہبر و رہنما

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
(ایم اے، پی ایچ ڈی)

ادارہ مسعودیہ
۲/۶، ۵-ای، ناظم آباد کراچی (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان

رہبر و رہنما

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ادارۂ مسعودیہ، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان

(۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء)

نام کتاب .... رہبر و رہنما

تصنیف .... پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

طابع .... حاجی محمد الیاس مسعودی

مطبع .... برکت پریس

صفحات ۳۶

سن اشاعت .... ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۴ء

تعداد .... ایک ہزار

ناشر .... ادارۂ مسعودیہ، کراچی

ہدیہ ....

ملنے کے پتے

☆☆☆

۱۔ادارۂ مسعودیہ: ۲/۶،۵۔ای ناظم آباد، کراچی۔فون 6614747

۲۔ضیاء الاسلام پبلی کیشنز: ضیاء منزل (شوگن مینشن) محمد بن قاسم روڈ آف ایم۔اے۔جناح روڈ،
عیدگاہ کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔فرید بک اسٹال: 38۔اردو بازار، لاہور، فون:042-7224899-7312173

۴۔ضیاء القرآن: 4۔انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی فون:2630411-2210212

۵۔مکتبہ غوثیہ: پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر۵، فون: 4910584-4926110

۶۔مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم: کڈہالہ (مجاہدہ آباد)، براستہ گجرات، آزاد کشمیر

قرآن

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

بالمعروف ترجمہ قرآن مجید از افاضات مجدد مائۃ حاضرہ اعلیحضرت مولانا مولوی مفتی شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ موسوم باسم تاریخی

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ)

مع تفسیر حضرت صدر الافاضل مولانا مولوی سید محمد نعیم الدین صاحب علیہ الرحمۃ

خزائن العرفان فی تفسیر القرآن

المجدد احمد رضا اکیڈمی

دار العلوم امجدیہ کراچی

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

تاریک فضاؤں میں بھٹکنے والے بھٹک رہے ہیں ——— اِدھر اُدھر دیکھتے ہیں ———
راستہ نہیں پاتے ——— کیا کریں کیا نہ کریں ——— کدھر جائیں کدھر نہ جائیں ——— سنو سنو
یہ کیسی آواز آرہی ہے ——— اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ ——— ہاں، کہو کہو ——— ہم کو سیدھے راستے پر چلا ——— ان پیاروں کا راستہ
جن پر تو نے انعام فرمایا ——— اس سے بڑھ کر اور کیا انعام ہوگا کہ وہ کریم اپنی اور اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے کسی کا دل جگمگادے
——— تو جن کے دل جگمگائے ان کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے ——— اور کوئی راستہ راستہ ہی نہیں کہ راستہ وہی ہے جو منزل تک پہنچادے
——— منزل بغیر نورِ ایمان نظر نہیں آسکتی اور ایمان بغیر اللہ اور رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کی محبت کے میسر نہیں آسکتا ——— عقل کے بس کی
بات نہیں کہ وہ منزل پاسکے ——— زندہ دل ہی منزل پاسکتا ہے ——— تو زندہ دلوں کو اپنا راہنما بنائیے ——— محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کے عاشقوں کو اپنا قائد بنائیے ——— انہی کے نشانِ قدم کو قرآنِ حکیم "صراطِ مستقیم" کہہ رہا ہے ——— انہی کے نقشِ پا کو فرقانِ حمید
منزل بتا رہا ہے ——— قرآن کی آواز پر لبیک کہیے ——— آگے بڑھیے اور اُن کا دامن تھام لیجیے جنہوں نے محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کا دامن تھاما ہے ——— ہاں انہی دامن تھامنے والوں میں ایک وہ عاشق بھی تھا جس نے عالمِ اسلام میں عشقِ مصطفےٰ کی دھوم مچائی ———
علم و عمل میں یگانہ اور مثالِ زمانہ گوناگوں ——— عشق ہی نے اس کو ذرے سے آفتاب بنایا ——— آج پھر اسکی ضیا پاشیوں کیلئے آنکھیں
ترس رہی ہیں ——— آج پھر اس کا نعرۂ مستانہ سننے کے لئے سب کان لگائے ہوئے ہیں ———

امام احمد رضا کو کون نہیں جانتا ——— سب جانتے پہچانتے ہیں ——— وہ ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ (۱۴ جون ۱۸۵۶ء) کو بریلی شریف (بھارت) میں پیدا ہوئے اور ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ (۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء) کو اسی شہر میں وصال فرمایا ——— تقریباً ۱۴ برس کی عمر میں درس نظامی سے فارغ ہوئے اور ان کا شمار علماء میں ہونے لگا، وہ معقولات و منقولات کے فاضل اور اپنے دور کے عظیم عبقری تھے ——— پچپن علوم و فنون میں مہارت حاصل تھی ——— انہوں نے ہر فن میں علمی یادگار چھوڑی ہے ——— ان کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے ——— ان کا ترجمۂ قرآن کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن (۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء) اردو تراجم کے سارے ذخیرے میں امتیازی شان رکھتا ہے ——— یہ نہ کسی ترجمے کا ترجمہ ہے اور نہ ترجموں کی ترجمانی ——— یہ تو براہِ راست قرآن سے قرآن کا ترجمہ ہے ——— تفسیر میں امام احمد رضا کی شان یہ تھی کہ صرف سورۂ والضحٰی کی چند آیتوں کی تفسیر ۶۰۰ صفحات سے بھی تجاوز کر گئی ——— زندگیاں ملتیں تو وہ تفسیر لکھتے ——— ایک زندگی تو تفسیر کے لئے کافی نہ تھی ——— علمِ حدیث میں انکا یہ مقام کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ مولانا رحمٰن علی، امام احمد رضا کی تصنیف الروض البہیج فی آداب التخریج (۱۲۹۶-۹۹ھ) کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر اس فن میں پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی تو پھر امام احمد رضا کو اس فن کا موجد کہا جائیگا ——— مسلکِ دیوبند کے جیّد عالم مولانا نظام الدین احمد پوری (سابق ریاست بہاولپور، پاکستان) کو جب فنِ حدیث میں امام احمد رضا کی کتاب الفضل الموہبی فی معنیٰ اذا صح الحدیث فہو مذہبی (۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء) کے منازلِ حدیث سے متعلق ابتدائی اوراق سنائے گئے تو انہوں نے حیرت سے فرمایا ——— یہ سب منازلِ فہمِ حدیث مولانا کو حاصل تھے؟ ——— افسوس میں ان کے زمانے میں رہ کر بے خبر و بے فیض رہا ——— امام احمد رضا جس شان کے محدّث تھے اسی شان کے فقیہ بھی تھے ——— صاحبِ نزہۃ الخواطر، سیّد عبدالحی ندوی کی رائے میں جزئیاتِ فقہیہ پر امام احمد رضا کو جو عبور حاصل تھا وہ ان کے معاصر علماء میں کسی کو حاصل نہ تھا ——— امام احمد رضا کا عظیم مجموعۂ فتاویٰ العطایا النبویہ

حدیث

الفضل الموہبی فی معنے اذا صح الحدیث فہو مذہبی

فقہ

العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ

فی الفتاوی الرضویہ انکی فقاہت پر گواہ ہے ــــ ماہرینِ قانون میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اور بمبئی ہائیکورٹ کے پارسی جج پروفیسر ڈی ایف ملا نے فتاوی رضویہ کو سراہا ہے اور اسے عظیم شاہکار قرار دیا ہے اور علماءِ عرب و عجم نے تو دل کھول کر تعریف کی اور انہیں اس صدی کا مجدد قرار دیا ــــ امام احمد رضا کے دارالافتاء میں برِاعظم ایشیا، برِاعظم یورپ، برِاعظم امریکہ، برِاعظم افریقہ سے استفتاء آتے تھے اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جایا کرتے تھے ــــ یہ امتیاز، یہ مقبولیت، یہ مرجعیت صرف اور صرف امام احمد رضا ہی کو حاصل تھی ــــ علماءِ دین، مفتیانِ شرعِ متین اور قاضیانِ عدالت سب ان سے مستفید ہوتے تھے۔

منقولات و معقولات میں انہوں نے حیرت انگیز کارنامے انجام دیے ــــ انہوں نے عربی میں تحقیقی مقالہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۰۲ھ/۱۹۰۵ء) پیش کر کے علماءِ عرب کو حیرت میں ڈال دیا ــــ ریاضی کا ایک لاینحل مسئلہ حل کر کے مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ (بھارت) کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین کو متحیر کر دیا اور وہ بے ساختہ پکار اُٹھے کہ امام احمد رضا "نوبل پرائز" کے مستحق ہیں ــــ قصیدۂ معراجیہ لکھ کر ادیبوں اور شاعروں کو انگشت بدنداں کر دیا ــــ ادب کی نازک خیالیوں اور سائنس کی موشگافیوں کو اپنی ذات میں جمع کر کے ازہر یونیورسٹی، قاہرہ (مصر) کے پروفیسر محی الدین الوائی کو حیرت میں ڈال دیا ــــ

◎

دورِ جدید کیلئے امام احمد رضا کے پیکرِ علمی کا معقولاتی پہلو نہایت اہم اور دلچسپ ہے ــــ امام احمد رضا نے ان تحقیقات و تصنیفات میں قدیم و جدید فلسفیوں اور سائنسدانوں کی تحقیقات و تخلیقات کا ناقدانہ جائزہ لیا ہے اور علمی گرفتیں کی ہیں ــــ مثلاً ابن سینا، نجم الدین علی بن محمد القزوینی، شمس الدین محمد بن مبارک میرک بخاری، امام غزالی، عبدالرحمٰن بن احمد الایجی، سعدالدین مسعود بن محمد تفتازانی، نصیرالدین بن جعفر بن محمد طوسی، عبداللہ بن عمر بیضاوی، ملا محمد جونپوری، آئزک نیوٹن، البرٹ آئن اسٹائن وغیرہ وغیرہ ــــ امام احمد رضا نے فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) لکھ کر نظریۂ کششِ ثقل، نظریۂ اضافیت اور نظریۂ حرکتِ زمین پر فاضلانہ بحث کی ہے ــــ دورِ جدید کے بعض مغربی اور مشرقی فلسفیوں اور سائنسدانوں نے بھی ان نظریات میں کلام کیا ہے اور اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں مختلف نتائج اخذ کئے ہیں

ـــــ سائنسی علوم میں امام احمد رضا کی گہرائی کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۱۹ء میں ایک امریکی ہیئت داں پروفیسر البرٹ الیف پورٹا نے پیشگوئی کی کہ ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو آفتاب کے سامنے بعض سیاروں کے جمع ہونے اور کشش کے نتیجہ میں ممالکِ متحدہ امریکہ میں قیامتِ صغریٰ آجائیگی ـــــ جب اس پیشگوئی کے بارے میں امام احمد رضا سے رائے لی گئی تو انہوں نے اسے لغو قرار دیا اور اسکے جواب میں ایک فاضلانہ علمی مقالہ معینِ مبین بہر دورِ شمس و سکونِ زمین (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) تصنیف فرمایا ۱۷ دسمبر ۱۹۱۹ء کو سارے عالم نے دیکھا کہ امام احمد رضا نے جو کچھ کہا تھا حرف بحرف صحیح ثابت ہوا اور امریکی ہیئت داں کی پیشگوئی باطل ٹھہری ـــــ مغربی دنیا پر امام احمد رضا کی یہ پہلی کامیابی تھی ـــــ

معقولات میں امام احمد رضا کی تصانیف کو سمجھنے والے بھی اب نہ رہے ـــــ شاذ و نادر ہی کہیں ہوں تو ہوں ـــــ جدید فلسفی اور سائنسداں بھی عربی و فارسی زبانوں اور علمی اصطلاحات سے واقف نہیں اسلئے ان کا سمجھنا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے یہی وجہ تھی کہ پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الدین نے مسلم یونیورسٹی (علیگڑھ) سے ایک ماہرِ فن امام احمد رضا کے پاس بھیجا کہ وہ امام احمد رضا سے مطالب و مفاہیم سمجھ کر انگریزی میں لکھنا چاہے مگر یہ سلسلہ زیادہ دیر نہ چل سکا اور بات نامکمل رہ گئی ورنہ امام احمد رضا کی تحقیقات انگریزی میں منتقل ہو جاتیں تو آج اہلِ علم محروم نہ رہتے ـــــ بہرکیف علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے سابق استاد پروفیسر ابرار حسین فوزِ مبین کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں اور حواشی بھی تحریر کر رہے ہیں ـــــ

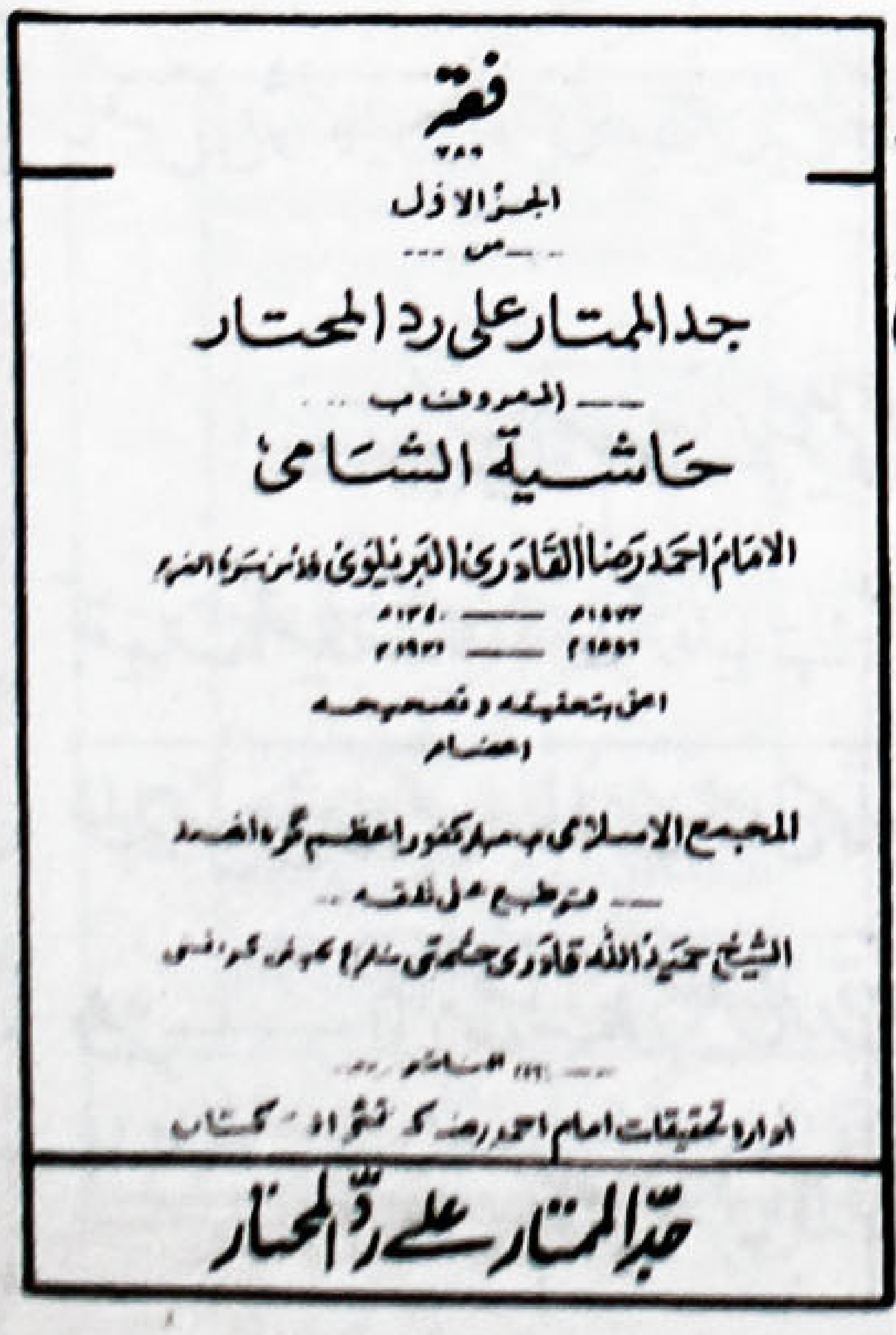
فقہ
الجزء الاول
ـــ من ـــ
جد الممتار علی رد المحتار
ـــ المعروف بـ ـــ
حاشیة الشامی
الامام احمد رضا القادری البریلوی
جد الممتار علی رد المحتار

امام احمد رضا برق رفتاری سے سوچتے تھے ـــــ ان کا رہوارِ فکر اپنے زمانے سے آگے دوڑ رہا تھا ـــــ انکی یہ خصوصیت قابلِ توجہ بھی ہے اور لائقِ تحقیق بھی ـــــ انہوں نے ریاضیات میں اپنے الگ قوانین وضع کئے اور ضابطے تحریر کئے ـــــ وہ یگانۂ روزگار بھی تھے اور عبقری بھی ـــــ

عقائد

الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ

امام اہل سنت مجدد ملت اعلیٰحضرت مولٰنا احمد رضا خاں فاضل

مع تعلیقاتہا للمصنف

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست
حسين حلمى بن سعيد استانبولى

يطلب من المكتبة اشيق بشارع
دار الشفقة بفاتح ۷۲ استانبول - تركيه

الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ

امام احمد رضا منقولات و معقولات کے امام تو تھے ہی مگر وہ ایک سچے اور پکے مسلمان تھے ـــــ انہی عقائد پر کاربند تھے "جو حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ، تابعین اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین سے ثابت ہیں" ـــــ انہوں نے اپنی طرف سے نہ کوئی عقیدہ ایجاد کیا اور نہ کسی نئے فکر اور نظریے کی بنیاد رکھی ـــــ وہ قرآن و حدیث کے متبحر عالم تھے ایسا کیونکر کر سکتے تھے ـــــ انہوں نے آدم و ابلیس کے واقعہ سے یہ سبق سیکھا کہ زعمِ توحید میں اللہ کے محبوبوں سے منہ نہ موڑنا چاہیے ـــــ ابلیس نے منہ موڑا اور دنیا و آخرت میں رُسوا ہوا ـــــ کہیں کا نہ رہا ـــــ ان کے آگے جھکنا خدا کے آگے جھکنا ہے ـــــ اُن سے منہ موڑنا خدا سے منہ موڑنا ہے ـــــ ابلیس یہ نکتۂ توحید اور رمزِ محبت نہ سمجھا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مردود ٹھہرا ـــــ اللہ کے محبوبوں کی شان ہی نرالی ہے ـــــ ان کے عصا کی یہ شان کہ پتھر پر پڑے تو چشمے پھوٹ پڑیں اور پیاسے سیراب ہو جائیں ـــــ دریا پر پڑے تو راستہ پیدا ہو جائے اور قافلوں کے قافلے دریا پار کرلیں ـــــ ان کے پیرہن کی یہ شان کہ چہرے پر ڈالا جائے تو بے نور آنکھیں منوّر کردے ـــــ ان کے نقشِ پا کی یہ شان کہ قیامت تک کے لئے محفوظ کردیا جائے اور سجدہ گاہ بنالیا جائے ـــــ اور محبوبوں کے محبوب سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیا ہوگی جنکا ذکر زبور میں ـــــ جنکا ذکر انجیل میں، جنکا ذکر توریت میں ـــــ جنکا ذکر ویدوں میں، جنکا ذکر اپنشدوں میں، جنکا ذکر پرانوں میں، جنکا ذکر ژند و اوستا میں ـــــ انکا ذکر اللہ نے بلند کیا ـــــ کون جانے کب سے بلند کیا ـــــ کون سمجھے کہاں تک بلند کیا ـــــ بلندیاں اُنکے سامنے ہیں ـــــ بلندیاں ان کے قدم چوم رہی ہیں ـــــ امام احمد رضا نے اس بلند مرتبت ہستی کے کمالات کو سارے عالم کے سامنے پیش کیا ـــــ یہ انکا عظیم کارنامہ ہے۔ انہوں نے شمول الاسلام لآباء الرسول الکرام (۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء) لکھ کر آپ کے آباء و اجداد کی عظمتوں کو اجاگر کیا ـــــ نطق الہلال بارخ ولادۃ الحبیب والوصال (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) لکھ کر یہ بتایا کہ اس جانِ جاں نے رخِ زیبا سے نقاب کب اٹھائی اور رخِ زیبا پر نقاب کب ڈالی ـــــ النعیم المقیم فی فرحۃ مولد النبی الکریم (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) لکھ کر یہ بتایا کہ یومِ ولادت باسعادت خوشیاں منانے کا دن ہے شادیانے بجانے کا دن ہے ـــــ العروس لاسمار

الحسنیٰ فیما لنبینا من الاسماء الحسنیٰ (۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء) لکھکر یہ بتایا کہ اس محبوبِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دو نہیں ایک ہزار سے زیادہ نام ہیں ——— فقہِ شہنشاہ و ان القلوب بید المحبوب باذن اللہ
(۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) لکھکر یہ بتایا کہ اس تاجدارِ دو جہاں کو شہنشاہ بھی کہئے تو سجتا ہے ——— منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) لکھکر یہ بتایا کہ اس محبوبِ رب العلمین
کے نامِ نامی پر عشاق بے تابانہ اپنے انگوٹھے چومیں تو خیر و برکت ہے ——— تمہیدِ ایمان بآیاتِ قرآن (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) لکھکر مقاماتِ مصطفےٰ کی سیر کرائی اور یہ بتایا کہ انکی جناب میں ادنےٰ
گستاخی بھی کفر ہے ——— سلطنۃ المصطفےٰ فی ملکوت کل الوریٰ (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) لکھکر آپ کے اختیار و اقتدار کا نظارہ دکھایا ——— اجلال جبریل بجعلہ خادما للمحبوب الجلیل (۱۲۹۸ھ/
۱۸۸۰ء) لکھکر بتایا کہ انکے دربارِ عالی کی یہ شان ہے کہ جبریل امین بھی خادمانہ حاضر ہوتے ہیں ——— منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب (۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء) لکھکر بتایا کہ انکی شانِ اقدس یہ ہے کہ
جسکو حلال کر دیں حلال ہو جائے جسکو حرام کر دیں حرام ہو جائے ——— الموہبۃ الجدیدہ فی وجود الحبیب فی مواضع عدیدہ (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) لکھ کر یہ بتایا کہ انکی محبوبیت
کی یہ شان ہے کہ انکا عاشق جہاں یاد کرتا ہے موجود پاتا ہے ——— اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ما کان و ما یکون (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء) لکھ کر حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی
وسعتوں اور پہنائیوں کو بیان کیا ——— صلات الصفا فی نور المصطفےٰ (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) لکھ کر نورانیتِ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ وسلم کا جلوہ دکھلایا
——— ہدی الحیران فی نفی الفیٔ عن شمس الاکوان (۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء) لکھ کر یہ بتایا کہ اس پیکرِ نور کا سایہ نہ تھا ——— مبین الہدیٰ فی نفی امکان المصطفےٰ (۱۳۲۴ھ/
۱۹۰۶ء) لکھ کر یہ بتایا کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سارے عالم میں یگانہ و یکتا ہیں ان جیسا ہونا ممکن ہی نہیں ———
تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین (۱۳۰۵ھ/۱۸۸۷ء) لکھ کر یہ بتایا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سردارِ انبیاء ہیں ——— جزاء اللہ
عدوہ بابائہ ختم النبوۃ (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء) لکھ کر یہ بتایا کہ سردارِ انبیاء خاتم الانبیاء ہیں انکے بعد نہ کوئی نبی آئیگا اور نہ کوئی رسول
منبہ المنیہ بوصول الحبیب الی العرش و الرؤیہ (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) لکھ کر یہ بتایا کہ تاجدارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم عرش پر گئے اور دیدارِ الٰہی
سے مشرف ہوئے ——— جمان التاج فی بیان الصلوٰۃ قبل المعراج (۱۳۰۶ھ/۱۸۸۸ء) لکھ کر یہ بتایا کہ واقعہ معراج سے
پہلے وہ جانِ جہاں کیسے نماز پڑھتے ——— اعتقاد الاحباب فی الجمیل و المصطفےٰ و الآل و الاصحاب (۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء) لکھکر بتایا کہ
سوادِ اعظم اہلسنت اللہ تعالےٰ مصطفےٰ آلِ مصطفےٰ اور اصحابِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتے ہیں

کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم

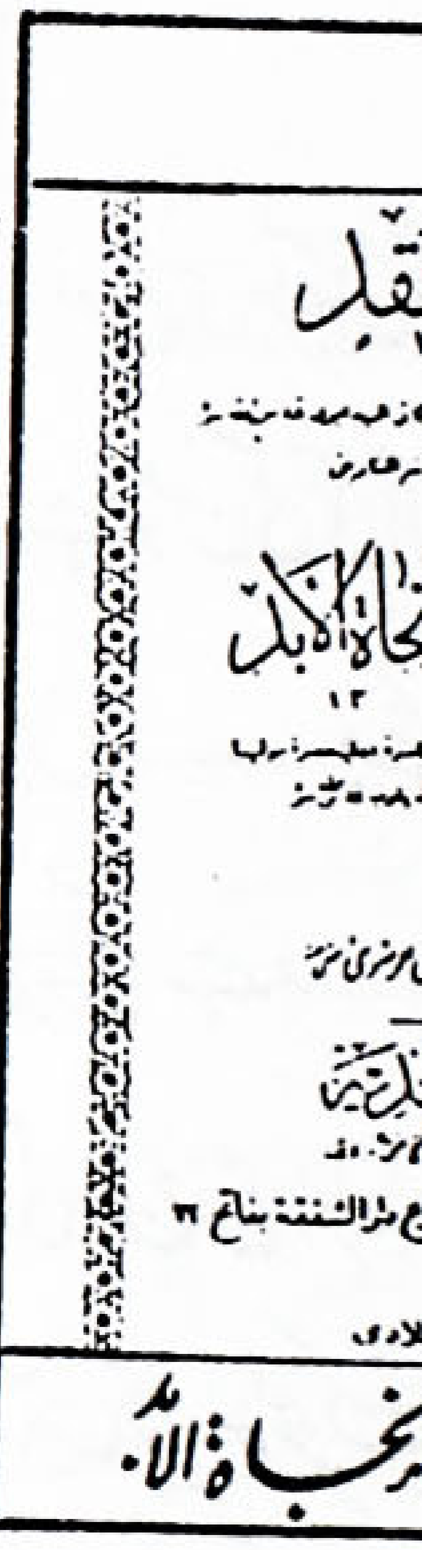
فقہ
المعتقد المنتقد
المستند المعتمد بناء نجاة الابد
مكتبة حامدية

المعتمد المستند بناء نجاة الابد

بدر الانوار فی آداب الآثار (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) لکھ کر یہ بتایا کہ عاشق کیلئے محبوب کی نشانیاں کتنی پیاری ہوتی ہیں اور اس کے آداب کیا ہوتے ہیں ——— الکوکبۃ الشہابیہ (۱۳۱۲ھ/۱۸۹۴ء) لکھ کر عظمت و ناموسِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنیوالوں کو للکارا اور گستاخانِ رسول کا منہ بند کیا ——— حدائقِ بخشش (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) لکھ کر اس جانِ جاں کے اس انداز سے گیت گائے کہ سارا چمن چہچہانے لگا ——— امام احمد رضا کا قلم زندگی بھر سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلتا رہا ——— انہوں نے سیرت کے ایک ایک گوشے پر مستقل رسالے تصنیف فرمائے اور وہ تحقیق فرمائی جو کتبِ سیرت میں نظر نہیں آتی ——— انہوں نے سیرت ہی کو اپنا محورِ قلم بنایا ——— محبوبِ خدا کی ایک ایک خوبی کو اسطرح روشن کیا کہ اسکی روشنی سے ماحول جگمگانے لگا ——— اور ہر زبان اُنکے گن گانے لگی ——— سیرت لکھنے والوں نے بہت سی کتابیں لکھیں لیکن جو تاثیر امام احمد رضا کے قلم میں نظر آئی اور جو زندگی انکی تحریروں میں دیکھی گئی کہیں نہیں دیکھی گئی ——— انہوں نے نظم و نثر دونوں میں سیرت کو اجاگر کیا ——— ان کا مشہور و معروف سلام جو ذوق و شوق سے مشرق و مغرب میں پڑھا جاتا ہے قصیدۂ نعتیہ ہی نہیں بلکہ سیرت پر ایک کتاب ہے ——— امام احمد رضا کا موضوع محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس شخصیت ہی رہی ——— اس سے کسی کو انکار نہیں ——— وہ عالمِ اسلام میں عظمتِ مصطفیٰ کے علمبردار تھے ——— انکی زندگی عشقِ مصطفےٰ سے عبارت تھی ——— اور عشقِ مصطفےٰ ہی ہمارے دَرد کا مداوا اور ہمارے دکھوں کا علاج ہے ——— اور کوئی علاج نہیں ——— امام احمد رضا کی پکار تھی کہ دلوں کو عشقِ مصطفےٰ سے آباد کرو ———

◎

امام احمد رضا کی زمانے پر نظر تھی ——— وہ زمانے کی حرکی قوت کو محسوس کرتے تھے ——— وہ جانتے تھے کہ اسلام جدّت پسند ہے ——— نہ رجعت پسند ہے نہ قدامت پرست ——— اسکی فطرت میں جدّت پسندی ہے ——— وہ جامد نہیں متحرک ہے ——— زمانے کے ہزاروں نشیب و فراز اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے ——— اسلام کو اس ذاتِ اقدس نے مکمل فرمایا جسکا ارشاد ہے ——— كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ——— ہر دن ایک نئی شان میں ہے ——— اور

اسکو اُس پیکرِ نوری نے نافذ کیا جس کے لئے اعلان کیا گیا ——— وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی ——— اور تیری ہر آنیوالی گھڑی پچھلی گھڑی سے بہتر ہے ——— اور جس دل میں اسلام بہتا ہے اسکی شان یہ بتائی کہ اُسکے دو دن یکساں نہیں گذرتے ——— ع ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان ——— زمانہ متحرک ہے کائنات کی ہر شے متحرک ہے ——— جمود نام کو نہیں۔ قرآن کی جو شکل و صورت عہدِ نبوی میں تھی، آج نہیں ——— بیشک متنِ قرآن وہی ہے مگر کتابت کی یہ نگارنگی، گلکاریوں میں یہ رنگ آمیزی، کاغذوں کی یہ بوقلمونی، جلدوں کی یہ خوش جمالی عہدِ نبوی میں کہاں تھی جو آج ہے؟ ——— یہ ساری نئی باتیں ہیں مگر سب کو دل سے بھاتی ہیں ——— عہدِ نبوی میں مساجد کی جو صورت تھی آج نہیں ——— در و دیوار کی یہ سج دھج، محراب و منبر کی یہ زیب و زینت، گنبد و مینار کی یہ شان و شوکت عہدِ نبوی میں کہاں تھی جو آج ہے؟ ——— یہ سب نئی باتیں ہیں مگر سب کو دل سے پسند ہیں کہ زمانہ متحرک ہے ایک حالت پر نہیں رہتا ——— احادیث میں قرآن کو غیر ضروری طور پر سجانے اور مسجدوں پر غیر ضروری طور پر رقم خرچ کرنے کی ممانعت ہے مگر پھر بھی کسی مکتبِ فکر نے کوئی آواز نہ اٹھائی ——— اور زمانہ کی حرکی قوت کو تسلیم کیا ——— ہم سب نے وہ باتیں بھی تسلیم کر لیں جو منشائے شریعت کے خلاف ہیں ——— شاندار مکانوں کی تعمیر بڑے بڑے شہروں کی آبادی، زندگی میں اسراف و تبذیر یہ سب منشائے شریعت کے خلاف ہیں ——— مگر کوئی معترض نہیں بلکہ ان امور میں منہمک ہیں ——— جھنڈے کی سلامی اور قومی ترانے کا احترام یہ سب جدید سے جدید تر ہیں ——— سب سلامی دیتے ہیں، سب ترانے کیلئے کھڑے ہوتے ہیں، کسی کو اعتراض نہیں ——— مگر جب محمدِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی بات آتی ہے جن کے طفیل وہ ملک ملا جس کے جھنڈے کو سلامی دیجاتی ہے اور جس کے ترانے کھڑے ہو کر گائے جاتے ہیں تو بعض حضرات روٹھے روٹھے نظر آتے ہیں ——— حالانکہ ہزار جھنڈے انکے قدموں پر نثار ہوں اور ہزار ترانے انکی آن پر قربان ہوں جنکے دم قدم سے ہم جیتے ہیں ——— ہمارے قول و عمل تضادات کے شکار ہیں ——— من چاہتا ہے تو دین کی بات کرتے ہیں، نہیں چاہتا تو درگذر کرتے ہیں ——— امام احمد رضا نے قول و عمل کے اس تضاد کے خلاف جہاد کیا ———

فلسفہ

رسالۂ عجیبہ

در

ردِّ فلسفۂ قدیمہ

موسوم بہ

اَلکَلِمَۃُ المُلھَمَۃ

از افادات مجدد مائۃ حاضرہ امام علوم عقلیہ و نقلیہ
اعلیٰحضرت عظیم البرکت الحاج مولانا شاہ احمد رضا خان

الکلمۃ الملہمۃ فی الحکمۃ المحکمۃ

اگر حالات کی تبدیلی کے ساتھ ایک اصول کے تحت ایک بات جائز ہے تو دوسری بات بھی جائز

ہیاۃ

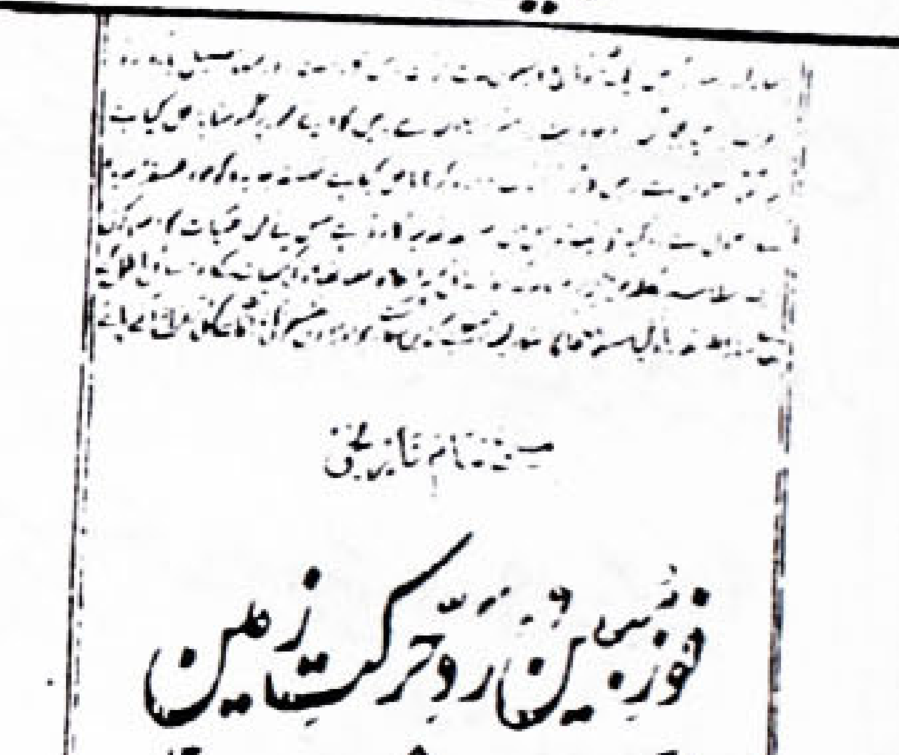

فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین

ہونی چاہیے خصوصاً وہ باتیں جن کا تعلق عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جو مقصود و مطلوبِ قرآن ہے ——— بہت سی نئی باتوں (بدعات) کے بارے میں امام احمد رضا کا مسلک یہ تھا کہ ہر وہ نئی بات جس کو شارع علیہ السلام نے منع نہ کیا ہو اور جس سے منشائے شریعت کو تقویت پہنچے جائز ہے ——— امام احمد رضا کی اصول پسندی نے گوارا نہ کیا کہ وہ طفلانہ ضد کو اپنا شعار بنائیں اور اپنی پسند و ناپسند کو معیارِ شریعت بنا کر ملتِ اسلامیہ کو عظیم تفرقہ میں مبتلا کریں ——— انہوں نے وہی مسلک اپنایا جو قدیم سے جمہور کا مسلک رہا ہے ——— انہوں نے قرآن و حدیث اور جمہور علماء کے اقوال سے مسلکِ حق روشن کیا ——— جہلاء نے جو نئی نئی بدعات نکالی ہیں ان سے امام احمد رضا کا کوئی تعلق نہیں ——— وہ ایک جہانِ علم و فضل تھے ——— کوئی اس جہان کی سیر کرے ——— پھر جو نہ دیکھا تھا دیکھے ——— اور جو نہ سنا تھا سنے ———

امام احمد رضا نے معاشرے کو برائیوں سے پاک کرنے کیلئے بڑی جد و جہد کی، ان برائیوں کی نشاندہی کی جو منشائے شریعت کے خلاف اور حرام و ناجائز ہیں مثلاً (۱) طریقت کو شریعت سے الگ سمجھنا (۲) پیروں فقیروں کے سامنے عورتوں کا بے پردہ آنا (۳) قبروں کی زیارت کے لیے عورتوں کا جانا (۴) رہن سہن میں کفار و مشرکین سے مشابہت پیدا کرنا (۵) غیر مسلموں کے مذہبی تہواروں میں شریک ہونا (۶) تعزیے بنانا، نکالنا اور دیکھنا (۷) سینہ کوبی و ماتم کی محفلوں میں شریک ہونا (۸) آلاتِ موسیقی کے ساتھ قوالی سننا (۹) قرآن خوانی پر اجرت لینا (۱۰) تقریروں پر اجرت لینا (۱۱) بزرگوں کی تصاویر لگانا اور ان کا احترام کرنا (۱۲) قبرستان میں جوتی پہن کر جانا اور قبروں پر پیر رکھنا (۱۳) فرضی قبریں بنا کر زائرین کو دھوکہ دینا (۱۴) قبر کا طواف کرنا (۱۵) قبر کو سجدہ کرنا (۱۶) قبر پر لوبان اگربتی جلانا (۱۷) میت کے گھر جمع ہو کر کھانا پینا (۱۸) لڑکے والوں کا لڑکی والوں سے جہیز طلب کرنا (۱۹) قرآن سے فال نکالنا (۲۰) داڑھی منڈانا (۲۱) انگریزی وضع کے لباس پہننا وغیرہ وغیرہ۔

امام احمد رضا بدعات سے اس حد تک متنفر ہیں کہ اہلِ بدعت کی صحبت کو بھی مہلک قرار دیتے ہیں، وہ اہلِ بدعت سے بچنے کی ہدایت فرماتے ہیں ——— انہوں نے عوام و خواص سب کو نصیحت فرمائی اور اپنے دور کے علماء کو بھی نصیحت فرمائی جو مبتدعین کے ساتھ بہے جا رہے تھے چنانچہ مولانا محمد علی مونگیری کو ایک خط میں لکھتے ہیں ———

"آپ جیسے صوفی صافی منش کو حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا ایک ارشاد یاد دلاتا ہوں اور اسمیں عین ہدایت کے امتثال کی امید رکھتا ہوں ــــ حضرتِ ممدوح ایک مکتوب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں ــــ "فسادِ مبتدع زیادہ تر از فسادِ صحبتِ صد کافر است" ــــ مولانا باخدا را انصاف۔ آپ یا زید یا اور اراکین مصلحتِ دین و مذہب کو زیادہ جانتے ہیں یا حضرتِ مجدد؟" (مکتوب محررہ ۵ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء بحوالہ مکتوبات مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۹۱)

امام احمد رضا دینی و دنیوی زندگی میں ایسی تمام باتوں کی تائید نہ کرتے تھے جو فرد کے اسلامی تشخص کو مجروح کردے ــــ اسلام کے بارے میں وہ جتنے حساس تھے ان کے عہد میں کوئی اتنا حساس نہ ہوگا ــــ ان کا احساس جذباتی یا مصلحت اندیشانہ یا ریاکارانہ نہ تھا ــــ سچا تھا ــــ وہ انگریزی لباس کے اس حد تک خلاف تھے کہ جو اس لباس میں نماز پڑھ لیتا اس کو نماز لوٹانے کا حکم دیتے، وہ انگریزوں کی متعصبانہ ذہنیت کو جانتے تھے ــــ انگریز نے ہماری سلطنت کو اجاڑا، ہمارے معززین کے لباس کو خادموں کیلئے مخصوص کردیا اور مخدوموں کیلئے نیا لباس تراشا ــــ ہمارے فرش و فروش پر کرسیاں اور صوفے چھاگئے، خود ہم سے ہماری تہذیب کو پامال کرایا ــــ جس فرش پر ہمارے اسلافِ کرام فخر سے بیٹھتے تھے آج اسی فرش پر ہم فخر سے جوتیاں رکھتے ہیں ــــ جبتک جذبۂ غیرت بیدار نہ ہوگا، کام نہ بنے گا، بیشک ؎ غیرت ہے بڑی چیز جہانِ تگ و دو میں ــــ قوموں نے غیرت سے پایا ہے بے غیرتی سے کھویا ہے ــــ امام احمد رضا افرادِ ملت میں اسلامی غیرت پیدا کرنا چاہتے تھے ــــ وہ اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامی علوم و فنون کے علمبردار اور پرچارک تھے ــــ انہی کی تحریک سے آج ہم مسلمانوں میں جذبۂ دینی اور جذبۂ عشقِ رسول نظر آرہا ہے ــــ

امام احمد رضا جن افکار و نظریات کے داعی تھے وہ وہی تھے جو تقریباً ایک صدی قبل حرمین شریفین اور سلطنتِ عثمانیہ کے افکار و نظریات تھے ــــ ہمارے جوانوں کو نہیں معلوم کہ سلطنتِ عثمانیہ مسلمانوں کی کتنی عظیم سلطنت تھی، یہ چار براعظموں پر پھیلی ہوئی تھی ــــ آج روس اور امریکہ کی بھی اتنی بڑی سلطنت نہیں ــــ اس عظیم سلطنت کا وہی مسلک تھا جس کا امام احمد رضا نے پرچار کیا ــــ سلطان عبدالحمید خاں کے عہد (۱۹۰۸ء) تک سلطنتِ ترکیہ بلغاریہ سے بحیرۂ عرب اور طرابلس تک پھیلی ہوئی تھی ــــ سلطان صحیح العقیدہ اور عاشقِ

ہیباۃ

"معین مبین بہر دور شمس و سکون زمین"

امریکی منجم پروفیسر البرٹ ایف پورٹا

کے

پیش گوئی کا رد

از افادات

امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

مرکزی مجلس رضا۔ لاہور

معین مبین بہر دورِ شمس و سکون زمین

ہیأۃ

یعنی ثابت کہ زمین و آسمان بحر میں ہیں اور نہیں ان کے چکر کے
قائل انسان چکر میں جیسے
نزت جابر ترو بعیر افادات ،

اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مسمّٰی بنام تاریخی

نزول آیات فرقان بسکون زمین و آسمان
۱۳۳۹ھ

نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان

رسول تھا، اس کے جذبۂ حُبِّ رسول کا یہ عالم تھا کہ جب فرانس کی ایک کمپنی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈرامہ اسٹیج کرنا چاہا تو سلطان نے تلوار نیام سے نکال لی اور اعلان کیا کہ جب تک عیسائی دنیا اس ناپاک ارادے سے باز نہ آئیگی یہ تلوار نیام میں نہ جائیگی ——— اس اعلان سے نہ صرف فرانس بلکہ پورا یورپ تھرا گیا، عیسائی دنیا نے سلطان سے معافی مانگی اور اس ارادے سے باز آئی ——— اسی قسم کے مجاہدانہ کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے مصر کے ادیب و شاعر احمد شوقی نے کہا تھا ——— "جہاں جہاں تو شمشیر کے جوہر دکھاتا ہے دین کو مدد ملتی ہے" ——— سلطنتِ ترکیہ دشمنانِ اسلام کی نظروں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی ——— امام احمد رضا کا زمانہ اس سلطنت کے شکست و ریخت کا زمانہ ہے ——— دشمنوں کو اسلام کی ہیبت و جلالت ایک آنکھ نہ بھائی ——— سازشوں کا جال بچھایا گیا ——— مسلمانوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں ذبح کرایا گیا ——— اسلامی آثار کو خود مسلمانوں کے ہاتھوں مٹایا گیا ——— وہ آثار جس سے قوموں کی ڈھارس بندھی رہتی ہے ——— وہ آثار قرآن حکیم نے جن کو عزت دی اور قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا ——— وہ آثار دورِ جدید جنکے سہارے قوموں کا مزاج بدل رہا ہے ——— ہاں وہ آثار جنکی محافظ سلطنتِ عثمانیہ تھی ——— ان آثار کو شرک و بت پرستی کا نام دیکر مٹادیا گیا ——— عالمِ اسلام کے دل توڑ دیئے گئے ——— سلطنتِ عثمانیہ کو پارہ پارہ کر دیا گیا ——— اور یہ سلطنت جن عالمگیر افکار و نظریات کی حامل تھی انکو جرح و تنقید کا نشانہ بنا کر بکھیر دیا گیا ——— محکم نظریات کے سہارے قوموں کی ساکھ قائم ہوتی ہے ——— جب نظریات کے تار و پود بکھر جاتے ہیں، قومیں بکھر جاتی ہیں ——— یہ ایک داستانِ خونچکاں ہے جو نہ ہماری کلّیات کے نصاب میں ہے نہ جامعات کے نصاب میں ——— ایک قیامت گذر گئی اور آج کسی کو خبر نہیں ——— یہ سب کچھ اس لئے چھپایا گیا کہیں مقدس چہرے کا نکھار نہ مٹ جائے ——— ہمیں ان نظریات کی طرف لوٹ جانا چاہیے جنہوں نے ہمیں عظمت و شوکت بخشی ——— دورِ غلامی کے جن افکار نے سوائے انتشار کے ہمیں کچھ نہ دیا ان کو چھوڑ دینا چاہیے ——— نہ معلوم ہم چاہِ ظلمت میں کب سے بھٹک رہے ہیں ——— اگر ہوش نہ آیا تو نہ معلوم کب تک بھٹکتے رہینگے ——— ہم کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ دورِ آزادی کے افکار و نظریات سے اپنے دل و دماغ کو سجائینگے یا دورِ غلامی کے افکار سے ——— دنیا میں آزاد اور

یاد فار رہنا ہے تو وہی افکار اپنانے ہونگے جنہوں نے کبھی ہم کو مہر و پرویں کا امیر بنایا تھا ——

ایک زمانہ تھا کہ اجتہاد کی رَو چلی —— امام احمد رضا ہر کس و ناکس کے اجتہاد کے خلاف تھے —— انکا کہنا تھا کہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں بہت لکھا جا چکا ہے اور اسکا مطالعہ اور اس میں غور و خوض اکثر مسائل کے حل کیلئے کافی ہے پھر اجتہاد کی کیا ضرورت؟ ماضی کی تحقیقات سے آنکھیں بند کر لینا اور جِدّت پسندی کے جوش میں اسلامی قوانین و علوم پر عبور نہ ہوتے ہوئے بھی خود اجتہاد کرنا ان کے نزدیک عاقبت نااندیشانہ عمل تھا —— انہوں نے خود جدید مسائل کو قدیم تحقیقات کی روشنی میں حل کیا ہے مثلاً کاغذ کے نوٹ اور اس پر زکوٰۃ کا مسئلہ بالکل نیا تھا —— اصل میں زکوٰۃ سونے چاندی پر ہے کاغذ کے نوٹوں کا بھی وہی حکم ہے یا نہیں؟ —— علماء حرمین کے استفتاء پر امام احمد رضا نے عربی میں کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) کے عنوان سے ایسا فاضلانہ مقالہ لکھا کہ سب حیران رہ گئے —— اِس مقالے کو سامنے رکھ کر لندن یونیورسٹی کے پروفیسر محمد حنیف اختر فاطمی نے انگریزی میں ایک مفید مقالہ قلمبند کیا ہے جو مجلس رضا، مانچسٹر کی طرف سے شائع ہوگا اور یہی وہ مقالہ ہے جو پاکستان میں بینکنگ کیلئے رہنما ثابت ہوا۔

تکسیر

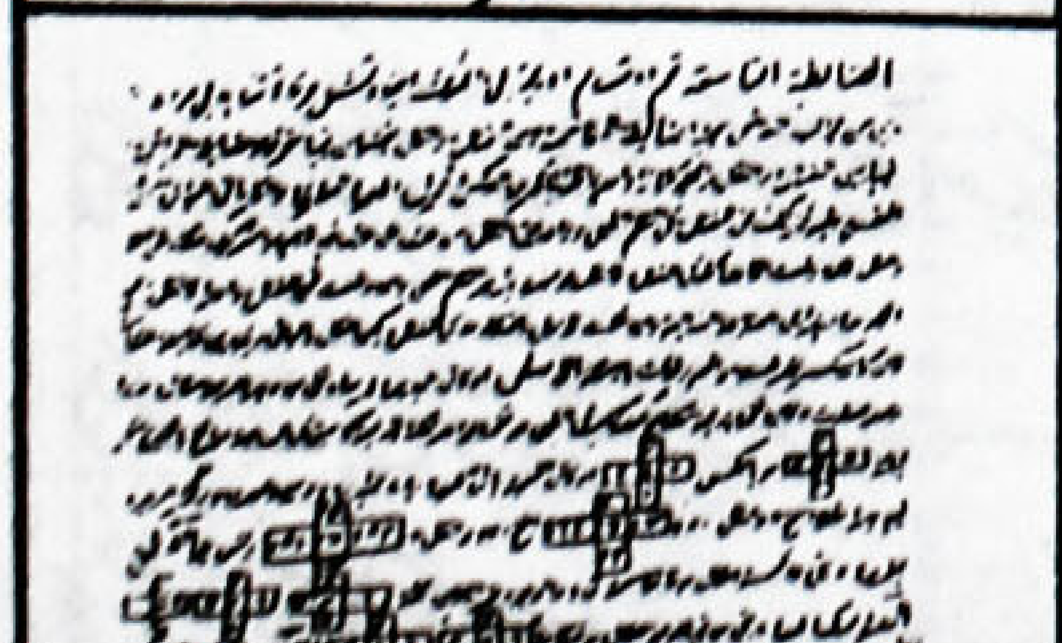

اطائب الاکسیر فی علم التکسیر

ہم اپنی کوتاہیوں اور کم علمیوں کو چھپانے کے عادی ہوگئے ہیں —— عرصہ دراز تک پاکستان میں یہ سوچا گیا کہ زبانِ اردو علومِ جدیدہ کے بیان پر قادر ہے یا نہیں؟ —— مگر ۷۵ سال قبل امام احمد رضا نے حرکتِ زمین کے رد میں اردو میں محققانہ مقالہ لکھا تھا جو ایک سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے —— یہ مقالہ ایسی بامحاورہ اردو اور روزمرہ میں لکھا گیا ہے کہ حیرت ہوتی ہے —— مافی الضمیر کے اظہار میں کہیں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی ہے —— قلم ایسا رواں دواں جیسے سیلِ رواں ہو ——

فنِ طب جسکی تحقیقات اپنے عروج پر پہنچ چکی تھیں —— نباتات کے خواص معلوم کئے جاچکے تھے —— تشخیص و تجویز کے سارے اصول مرتب ہو چکے تھے —— ایسے صاحبِ بصیرت حکماء پیدا ہو چکے تھے جو

توقیت

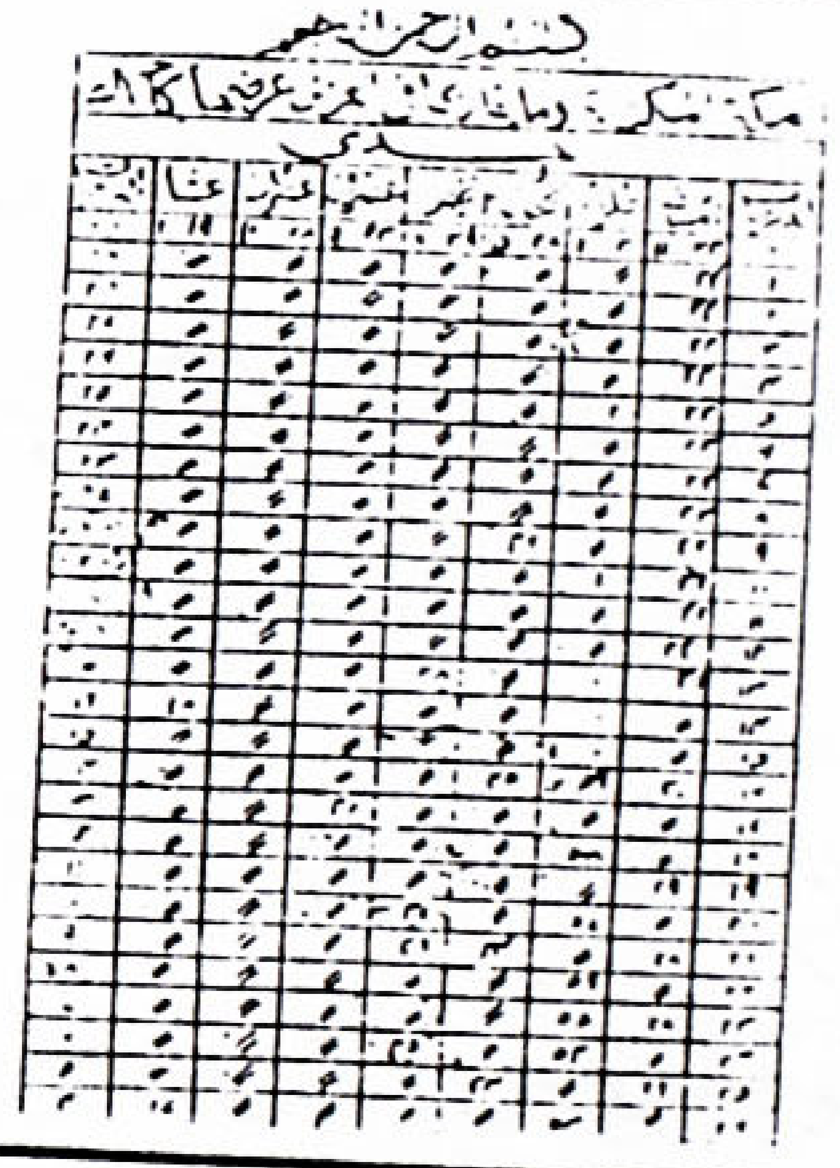

اوقاتِ صلوٰۃ مکۂ معظمہ

نبض پر ہاتھ رکھ کر سب کچھ بتا دیا کرتے تھے اور اب بھی ہیں مگر قدر نہیں ۔۔۔ طبِ مغرب نے ہم پر جادو کیا، نبّاضی آلات کی نذر ہوگئی ۔۔۔ حکماء جو چشمِ بینا رکھتے تھے آنکھوں سے محروم ہوگئے اب وہ مریض کا حال آلات سے پوچھتے ہیں اور جھوٹ سچ جو وہ بتاتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں ۔۔۔ اپنی دولت سے محتاجی اور فقیری و مسکینی نے ہمیں کہیں کا نہ رکھا ۔۔۔ ایک ایک کا منہ تکتے ہیں ۔۔۔ مگر غافل ہیں ۔۔۔ اغیار سمجھتے ہیں شاید غریب و مسکین ہیں جبھی تو ٹکڑوں کو ترستے ہیں ۔۔۔ ہم تو امیروں کے امیر تھے ۔۔۔ یہ کیا ہوا؟ ۔۔۔ اور ایک بات جس سے اسلامی معاشرہ جانا پہچانا جاتا تھا ۔۔۔ وہ تو اب ختم ہی ہوگئی ۔۔۔ انسانیت کا درد ۔۔۔ اب وہ درد نہیں رہا ۔۔۔

عہدِ امام احمد رضا اور اس کا ماضی قریب اور مستقبلِ قریب جو ایک صدی پر پھیلا ہوا ہے انقلابات اور محاربات کا دور تھا ۔۔۔ امام احمد رضا انقلاب ۱۸۵۷ء سے تقریباً ایک سال قبل پیدا ہوئے اور ۱۹۲۱ء میں تحریکِ ترکِ موالات کے دور میں انتقال فرمایا ۔۔۔ ۱۸۸۴ء میں انڈین نیشنل کانگریس کا قیام عمل میں آیا ۔۔۔ ۱۹۰۵ء میں تحریکِ ریشمی رومال کا آغاز ہوا، اسی زمانے میں جمعیّت انصار الاسلام قائم ہوئی، ۱۹۰۶ء میں آل انڈیا مسلم لیگ قائم ہوئی ۔۔۔ ۱۹۱۱ء میں جنگِ طرابلس ہوئی، ۱۹۱۲ء میں جنگِ بلقان ہوئی، ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگِ عظیم شروع ہوئی جو ۱۹۱۸ء میں ختم ہوئی ۔۔۔ ۱۹۱۹ء میں تحریکِ خلافت شروع ہوئی بظاہر جس کا مقصد سلطنتِ عثمانیہ کی حفاظت و حمایت اور اعانت تھا لیکن اندرونِ خانہ کانگریس کو اس سے بے پناہ قوت ملی اور وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہوگئی ۔۔۔ اسی زمانے میں جمعیۃ العلماء ہند قائم ہوئی ۔۔۔ دوسرے ہی سال ۱۹۲۰ء میں مسٹر گاندھی نے تحریکِ ترکِ موالات شروع کی جس کا مقصد انگریزوں کا بائیکاٹ کر کے ان پر دباؤ ڈالنا اور ہندوستان کی آزادی کیلئے راستہ ہموار کرنا بتایا گیا ۔۔۔ اسی زمانے میں تحریکِ ہجرت اور تحریکِ ترکِ گاؤکشی چلی ۔۔۔ ان تحریکوں کا مقصد مسلمانوں کو کمزور سے کمزور تر

کرنا تھا ـــــ امام احمد رضا نے ان تحریکوں کے مضمرات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے کہ ـــــ "دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتیں چاہتا ہے
(۱) ـ اوّل اسکی موت کہ جھگڑا ہی ختم ہو (۲) ـ دوئم یہ نہ ہو اس کی جلاوطنی کہ اپنے پاس نہ رہے (۳) ـ سوم یہ بھی نہ ہو سکے تو آخیر
درجہ اس کی بے پری کہ عاجز بن کر رہے"

تحریکِ خلافت میں ہندوستان کے بے دست و پا مسلمانوں کو انگریزوں سے لڑا کر ختم کرنے کی کوشش کی گئی ـــــ تحریکِ ہجرت میں مسلمانوں کو ہندوستان سے جلاوطن کر کے دور رکھنے کی کوشش کی گئی ـــــ تحریکِ ترکِ موالات میں مسلمانوں کے پاس جو کچھ تھا وہ سب کچھ لٹا کر عاجز اور بے پر بنانے کی کوشش کی گئی ـــــ دشمنانِ اسلام کے تینوں عزائم ان تحریکوں میں جھلک رہے ہیں ـــــ امام احمد رضا نے مسلمانوں کے سیاسی استحکام کے لئے اپنا معرکۃ الآراء مقالہ المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ (۱۹۲۰ء) پیش کیا اور معاشی استحکام کے لئے رسالہ تدبیر فلاح و نجات و اصلاح (۱۹۱۲ء) پیش کیا جس میں ہدایت کی (۱) مسلمان اپنے معاملات باہم فیصل کریں (۲) تو انگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے بینک کھولیں (۳) ہنگامی حالات میں مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں (۴) علمِ دین کی ترویج و اشاعت کریں ـــــ

توقیت

تاج توقیت

امام احمد رضا مسلمانوں کیلئے اسلامی تعلیم کو بنیادی اہمیت دیتے تھے تاکہ ہر فرد یہ جان سکے کہ وہ کیا ہے اور اس کا دین کیا ہے ـــــ ان کے نزدیک تعلیم کا مقصدِ عظیم خدا اور رسول کی پہچان ہونی چاہیئے تاکہ ایک اجتماعی ذہن تعمیر ہو سکے ـــــ وہ ضروری سمجھتے تھے کہ ابتدائی مرحلے میں طلبہ کے دل میں عظمتِ رسول کا نقش بٹھایا جائے اور نصاب ایسا رکھا جائے کہ دین و دنیا دونوں کیلئے مفید ہو ـــــ وہ انسان کو مشین بنانے اور معاشرے کو مشینوں کا ایک کارخانہ بنانے کے قائل نہ تھے بلکہ انسان کو انسان بنانے کے قائل تھے ـــــ ساری خرابیوں کی جڑ انسان کا انسانیت کے درجے سے گر جانا ہے ؎

جہل خرد نے دن یہ دکھائے   گھٹ گئے انسان بڑھ گئے سائے

توقیت

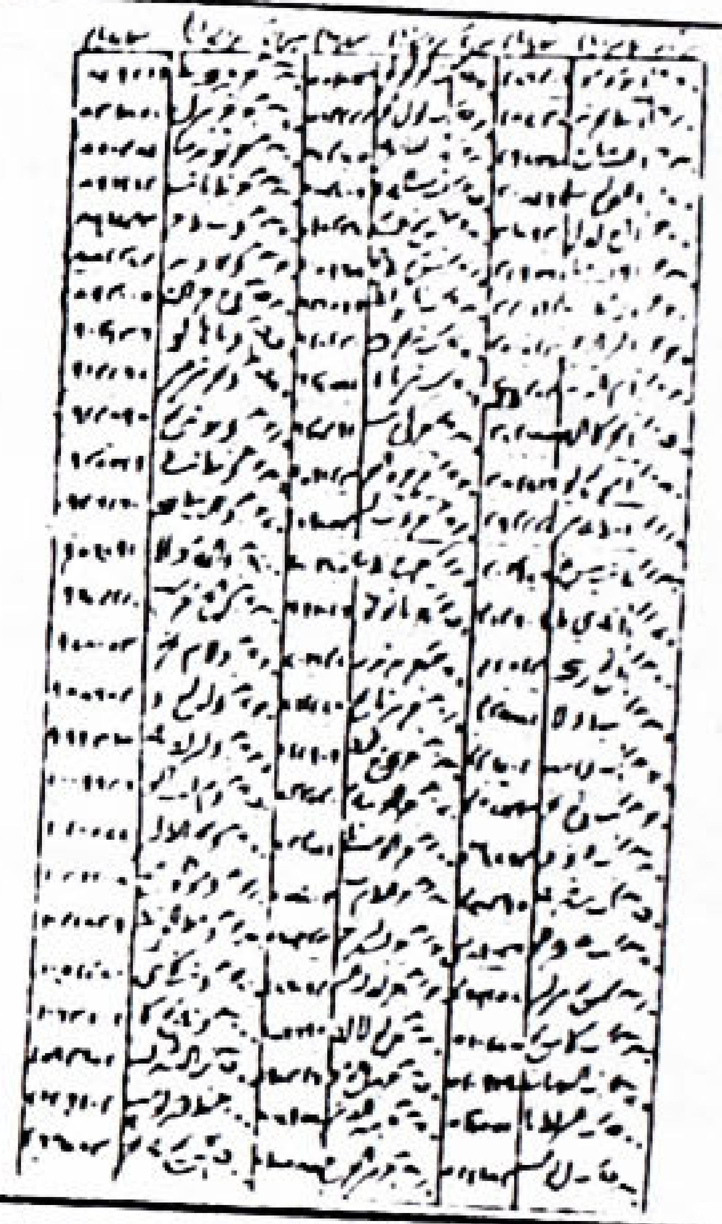

معدنِ علومی در سنینِ ہجری، عیسوی و رومی

امام احمد رضا کی نگاہ دور بین دیکھ رہی تھی کہ مستقبل قریب میں ہندوستان کو آزادی ملنے والی ہے ـــــ چنانچہ اوائل شعبان ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۱ء میں آپ سے پوچھا گیا کہ ہندوستان کو برطانوی حکومت سے نجات ملی تو قاضی شرع اور مفتی شرع کا تقرر کیسے ہوگا؟ ـــــ فرمایا غور کرونگا ـــــ پھر ایک روز خلافِ معمول بیٹھک میں تخت پر تین مخصوص نشستوں کا اہتمام کیا اور خود سامنے تشریف فرما ہوئے ـــــ ارشاد فرمایا ـــــ "ملک انگریزوں کے تسلط سے ضرور آزاد ہوگا، جمہوری بنیادوں پر اس ملک کی حکومت کا قیام عمل میں آئیگا" ـــــ پھر اچانک فرمایا ـــــ "آج پورے ملک ہندوستان کیلئے صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی کو قاضی شرع مقرر کرتا ہوں" ـــــ اور ساتھ ہی ان کو مخصوص نشست پر بٹھایا ـــــ پھر مفتی اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں بریلوی اور مفتی محمد برہان الحق جبلپوری کو باری باری قاضی شرع کی مدد کیلئے مفتی شرع نامزد کیا اور انکو اپنی مخصوص نشستوں پر بٹھایا ـــــ

امام احمد رضا کو ہندوستان کی آزادی سے زیادہ اسلام کی آزادی کی فکر تھی ـــــ وہ دین کے بدلے آزادی کا سودا کرنے کیلئے ہرگز تیار نہ تھے ـــــ وہ یہ چاہتے تھے کہ غیر مسلم اکثریت مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت نہ کرے، خود چین سے رہے اور دوسروں کو چین سے رہنے دے ـــــ مسلمانوں کے ساتھ نفرت و حقارت کا سلوک نہ کرے، جس فراخدلی سے مسلمانوں نے ایک ہزار سال سے زیادہ ان کے ساتھ فراخدلانہ سلوک کیا تھا اس سلوک کو فراموش نہ کرے ـــــ مگر ایسا نہ ہوسکا مسلمانوں کو عملاً ناپاک و نجس سمجھا گیا ـــــ دار السلطنت دہلی میں راقم الحروف خود اس حقارت آمیز سلوک سے دوچار ہوا ہے، اس نفرت و حقارت کا اظہار انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد ہی سے شروع ہوگیا تھا چنانچہ ۱۸۶۷ء میں اردو کے خلاف محاذ آرائی کی گئی ـــــ ۱۹۰۰ء میں یو۔پی میں ملازمت کے لئے ہندی کو لازمی کیا گیا ـــــ ۱۹۰۵ء میں مسلم بنگال اور ہندو بنگال الگ الگ کیا گیا مگر ۱۹۱۱ء میں مسلمانوں کے مفادات کے خلاف اس تقسیم کو ختم کرا دیا گیا ـــــ ۱۹۲۳ء میں شدھی سنگھٹن تحریک چلی مسلمانوں کو مرتد بنایا گیا ـــــ ۱۹۳۷ء میں کانگریس کی خود مختار حکومت قائم ہوئی اس میں مسلمانوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں ـــــ ۱۹۳۹ء میں

گاندھی نے دیا منڈ اسکیم چلائی جس سے مسلمانوں کے خلاف ان کے عزائم کا پتہ چلا ـــــ سچ تو یہ ہے کہ تنگ نظر غیر مسلموں کی نفرتوں اور حقارتوں نے تقسیم ملک کی راہ ہموار کی اور مسلمان ایک ایسے ملک کی تلاش میں اٹھ کھڑے ہوتے جہاں وہ اسلامی شریعت کے مطابق زندگی بسر کر سکیں ـــــ خود چین سے رہیں، دوسروں کو چین سے رہنے دیں اور روز روز کی ذلّت و رسوائی سے نجات پا سکیں ـــــ اس میں ان کا کیا قصور؟ قصور ہے تو نفرت کرنیوالوں کا ہے ـــــ روز روز کے فساد ہندوستان کی علامت بن گئے، پاکستان کو بنے ہوئے ۳۸ سال گذر گئے، یہاں ہندو مسلم شیر و شکر بنکر رہتے ہیں ـــــ ہندو مسلم فساد نام کی یہاں کوئی چیز نہیں ـــــ اسلام اقلیتوں کو جو رعایتیں دیتا ہے وہ آج کی دنیا میں کہیں نصیب نہیں حتّٰی کہ جہاں وہ اقلیت اکثریت میں ہے وہاں بھی وہ رعایتیں اس کو میسّر نہیں ـــــ یہی وجہ ہے کہ ماضی میں سارے عالم میں لوگ اپنا دین و مذہب چھوڑ کر اسلام کے آغوش میں آئے ہیں ـــــ کیوں نہ آئیں کہ یہاں عزت ملتی ہے، دولت ملتی ہے، مساوات ملتی ہے، عدل ملتا ہے، انصاف ملتا ہے اور اس کے علاوہ بہت کچھ ملتا ہے ـــــ

بہت پہلے عہد اکبری میں جب غیر مسلم اکثریت نے حکومت اسلامیہ پر چھا جانے کی کوشش کی اور اسلام کے خلاف محاذ قائم کیا تو حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو قومی نظریہ کی بنیاد پر سخت جدّ و جہد کی ـــــ یہ وہی نظریہ ہے جو قرآن حکیم نے پیش کیا ـــــ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ـــــ تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین ـــــ کتنا پیارا اصول ہے اس پر عمل کیا جاتا تو ہندوستان میں ہندو مسلم دونوں آرام سے رہتے ـــــ ۱۸۶۷ء میں جب اردو زبان کے خلاف محاذ قائم کیا گیا تو سر سید احمد خاں نے محسوس کیا کہ دونوں قومیں یکجا نہ رہ سکیں گی ـــــ پھر ۱۹۱۵ء میں چودھری رحمت علی نے بزم شبلی (لاہور) کے اجلاس میں اسلامی ریاست کے قیام کی ضرورت پر زور دیا اور ۱۹۱۷ء میں دہلی کے عبدالجبار خیری اور عبدالستار خیری نے اسٹاک ہوم میں تقسیم ہند کی تجویز پیش کی ـــــ ۱۹۲۱ء میں امام احمد رضا نے بھی تقسیم ہند کا ذکر کیا ہے مگر اس زمانے میں وہ اس کو

تقویم

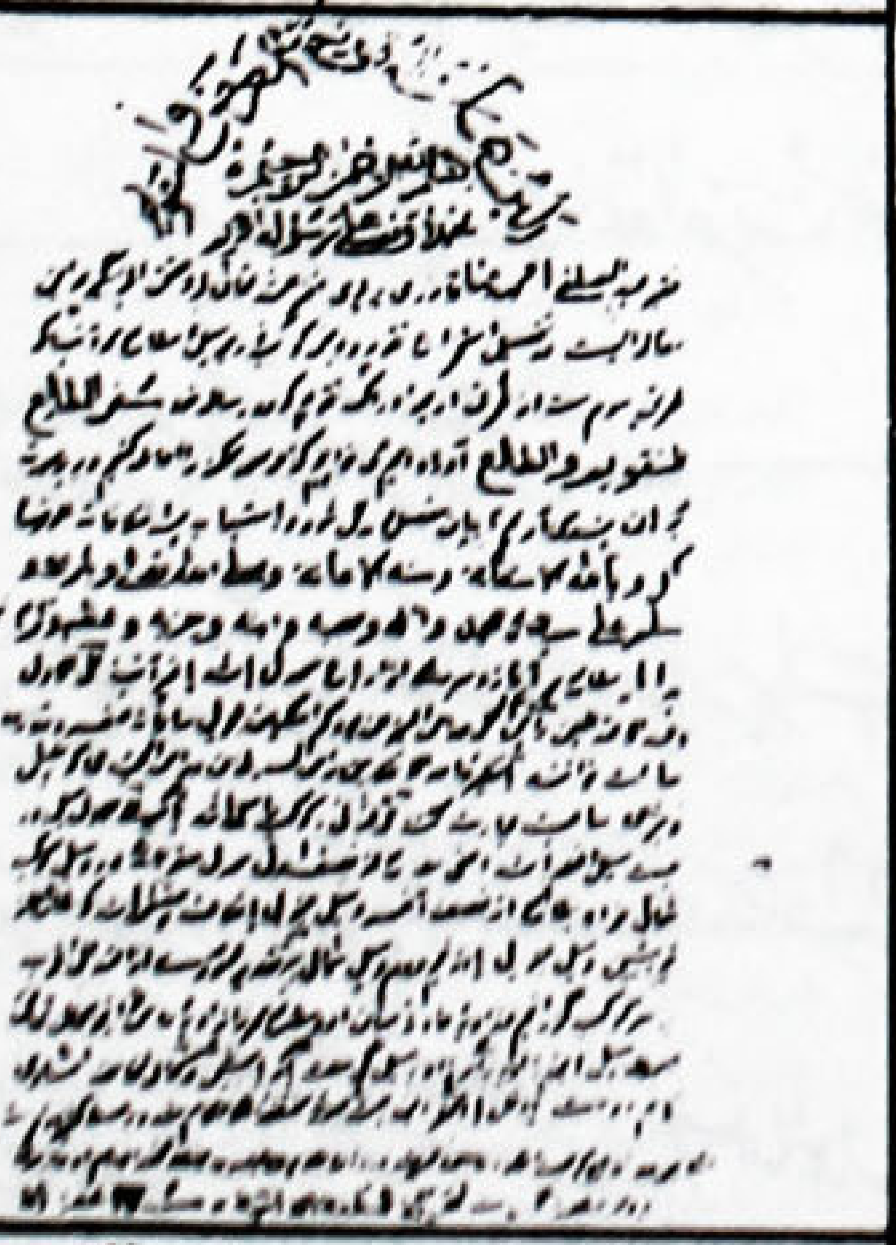

البرہان القویم علی العرض والتقویم

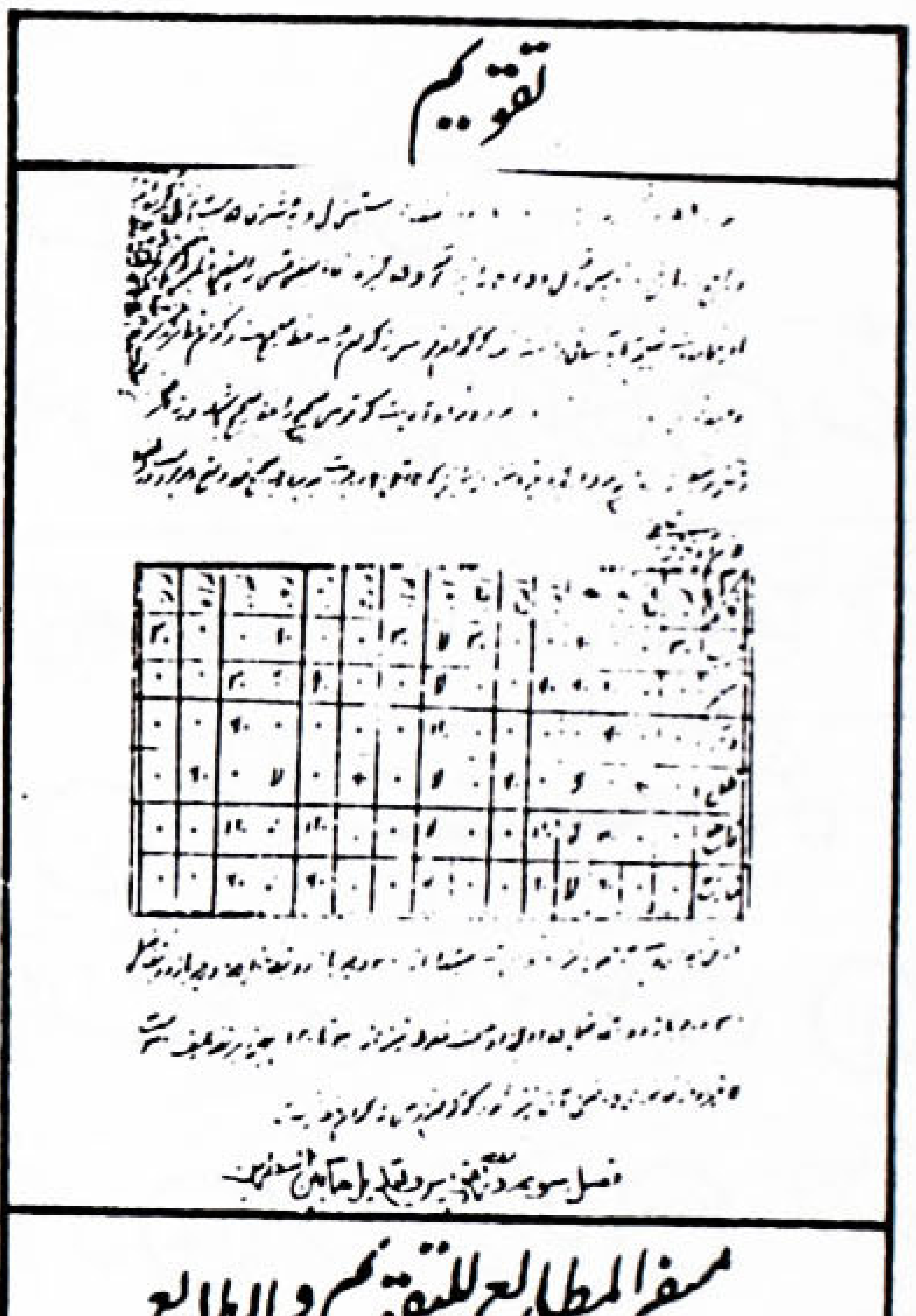

ہندوستانی مسلمانوں کے مسائل کا حل نہیں سمجھتے تھے ـــــ امام احمد رضا کے وصال کے چار برس بعد ۱۹۲۵ء میں مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ پریس سے عبدالقدیر نامی ایک بزرگ کا رسالہ شائع ہوا جس میں پہلی مرتبہ تقسیمِ ہند کی مفصل تجویز پیش کی گئی اور جغرافیائی حدود کی نشاندہی کی گئی ہے ساتھ ہی تقسیم کے طریقِ کار کی وضاحت کردی گئی ہے ـــــ یہ تجویز نہایت معقول اور مدلل تھی، اس پر عمل کیا جاتا تو ملک ۱۹۴۷ء کے ملک گیر فسادات کی آگ میں نہ جلتا ـــــ بہر کیف غیر مسلموں کی نفرتیں بڑھتی گئیں اسی کے ساتھ ساتھ تقسیم کی تحریک آگے بڑھتی گئی ـــــ ۱۹۳۰ء میں ڈاکٹر محمد اقبال نے سیاسی پلیٹ فارم سے تقسیمِ ہند کی تجویز پیش کی، پھر کانگریس کی عارضی حکومت کے قیام اور ۱۹۳۹ء میں مسٹر گاندھی کی ودیا مندر اسکیم سے ہندوؤں کے عزائم کھل کر سامنے آگئے تو ۱۹۴۰ء میں لاہور کے ایک عظیم الشان اجلاس میں قراردادِ پاکستان پیش کی گئی جس کی مسلمانانِ ہند کی اکثریت نے تائید کی ـــــ بالآخر ۳ جون ۱۹۴۷ء کو اعلانِ آزادی کیا گیا اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء پاکستان اور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء ہندوستان کو آزادی مل گئی ـــــ پاکستان کے مجوزین نے یہ کہا کہ پاکستان قرآن و حدیث اور شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کے لئے بنایا جا رہا ہے ـــــ امام احمد رضا ساری عمر بھی جد و جہد فرماتے رہے کہ ملتِ اسلامیہ کو قرآن و حدیث کا پابند بنایا جاسکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا اور پکا عاشق ـــــ ان کے سامنے ملک کی آزادی سے اہم اسلام کا وقار تھا ـــــ یہی وجہ ہے کہ ان کی اولاد، خلفاء، تلامذہ اور متبعین نے پاکستان کی حمایت کی جبکہ مسلکِ دیوبند کے علماء و عوام من حیث الجماعت کانگریس کے ساتھ رہے (جس کا مقصود و مطلوب ہندوستان کی آزادی تھا اور بس) اور پاکستان سے بھی خوب خوب فائدہ اٹھایا ـــــ دو تین علماء جو ساتھ ہوتے وہ آزادی ملنے سے ایک دو سال قبل ـــــ دوسری طرف امام احمد رضا کے خلیفہ مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی نے ۱۹۳۱ء میں ڈاکٹر اقبال کی تجویز کی تائید کی اور مولانا محمد عبد الحامد بدایونی ۱۹۴۰ء میں جس عظیم اجلاس میں قراردادِ پاکستان منظور ہوئی اس میں موجود تھے ـــــ

۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں آل انڈیا سُنّی کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں اہلِ سنت و جماعت کے ۲ ہزار علماء و مشائخ شریک

ہوئے، سب نے متفقہ طور پر یک زبان ہو کر پاکستان کی حمایت کی ——— ان حضرات میں یہ شخصیات قابلِ ذکر ہیں :

(۱) مفتیٔ اعظم مولانا محمد مصطفےٰ رضا خاں (۲) علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی (۳) صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (۴) صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (۵) دیوان سید آلِ رسول علیخاں سجادہ نشین درگاہ اجمیر شریف (۶) پیر عبد الرحمٰن بھرچونڈی شریف (۷) پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری (۸) خواجہ محمد قمر الدین سیالوی (۹) نور المشائخ فضل عمر ملا شور بازار کابلی (۱۰) امین الحسنات پیر صاحب مانکی شریف (۱۱) ابو الحسنات مولانا سید محمد احمد قادری (۱۲) ابو البرکات مولانا سید احمد الوری (۱۳) برہان الملت مولانا محمد برہان الحق جبلپوری (۱۴) مجاہدِ ملت مولانا محمد عبد الحامد بدایونی (۱۵) مبلغِ اسلام مولانا عبد العلیم میرٹھی (۱۶) علامہ سید احمد سعید کاظمی (۱۷) مولانا آزاد سبحانی (۱۸) شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی (۱۹) سید زین العابدین گیلانی (۲۰) پیر غلام محمد سرہندی (۲۱) پیر محمد اسحٰق جان سرہندی (۲۲) پیر عبد الستار جان سرہندی (۲۳) پیر محمد ابراھیم جان سرہندی (۲۴) پیر محمد قاسم شوری (۲۵) پیر عبد الرحیم بھرچونڈی شریف وغیرہ وغیرہ ———

کس کس کا نام گنایا جائے اور کہاں تک گنایا جائے ——— پاک و ہند، بنگلہ دیش اور کشمیر کے طول و عرض میں بیسیوں صوبوں، سینکڑوں ضلعوں کے ہزاروں لاکھوں علماء و مشائخ اور ان کے کروڑوں پیروکاروں نے تحریکِ پاکستان کی حمایت کی ——— دینی طبقے کی طرف سے یہ حمایت نہ ملتی تو پاکستان کا معرضِ وجود میں آنا ممکن نہ تھا ——— کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کیلئے "جذبہ" بنیادی اہمیت رکھتا ہے اور پاک و ہند میں جذبات کی عنان ہمیشہ علماء و مشائخ کے ہاتھ میں رہی ہے یا ان کے ہاتھ میں جنہوں نے علماء و مشائخ سے تعاون حاصل کیا ——— یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کے پیچھے پوری تاریخ ہے ——— امام احمد رضا کے متبعین اور سوادِ اعظم اہلِ سنت نے من حیث الجماعۃ پاکستان کی حمایت کی اور پاکستان کیلئے بھرپور جد و جہد کی مگر ——— اس پاکستان کے لئے جہاں اسلامی شریعت نافذ ہو ——— جہاں اسلامی اقتدار

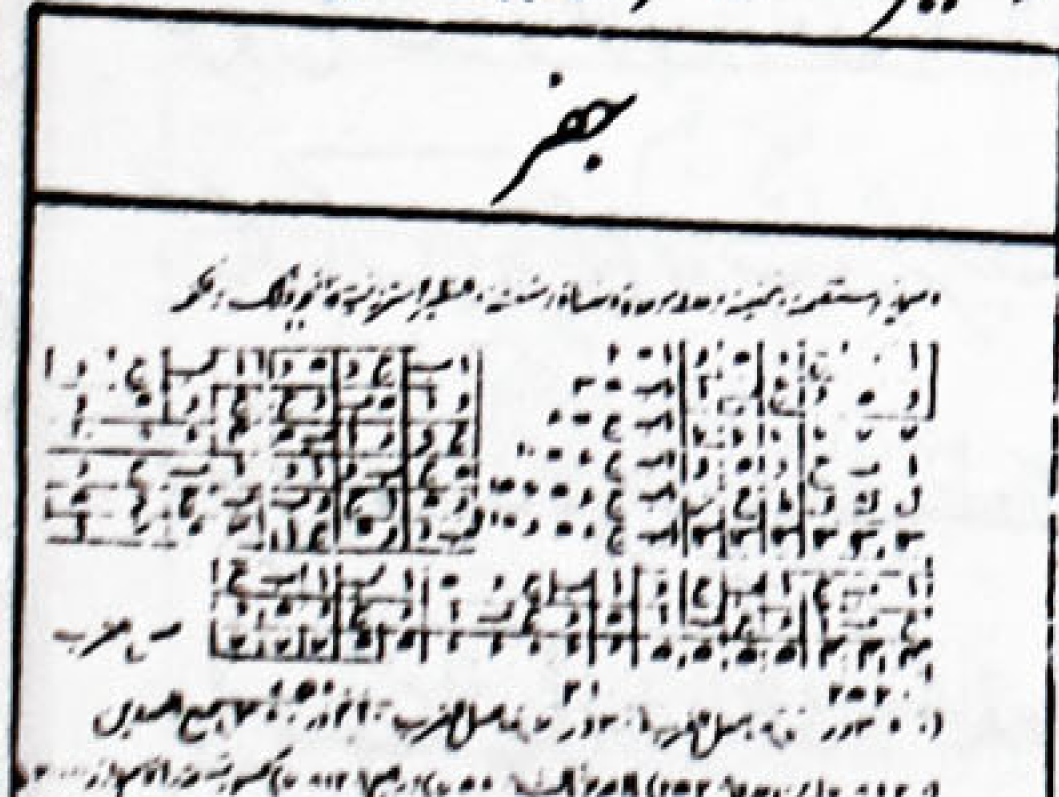

جفر

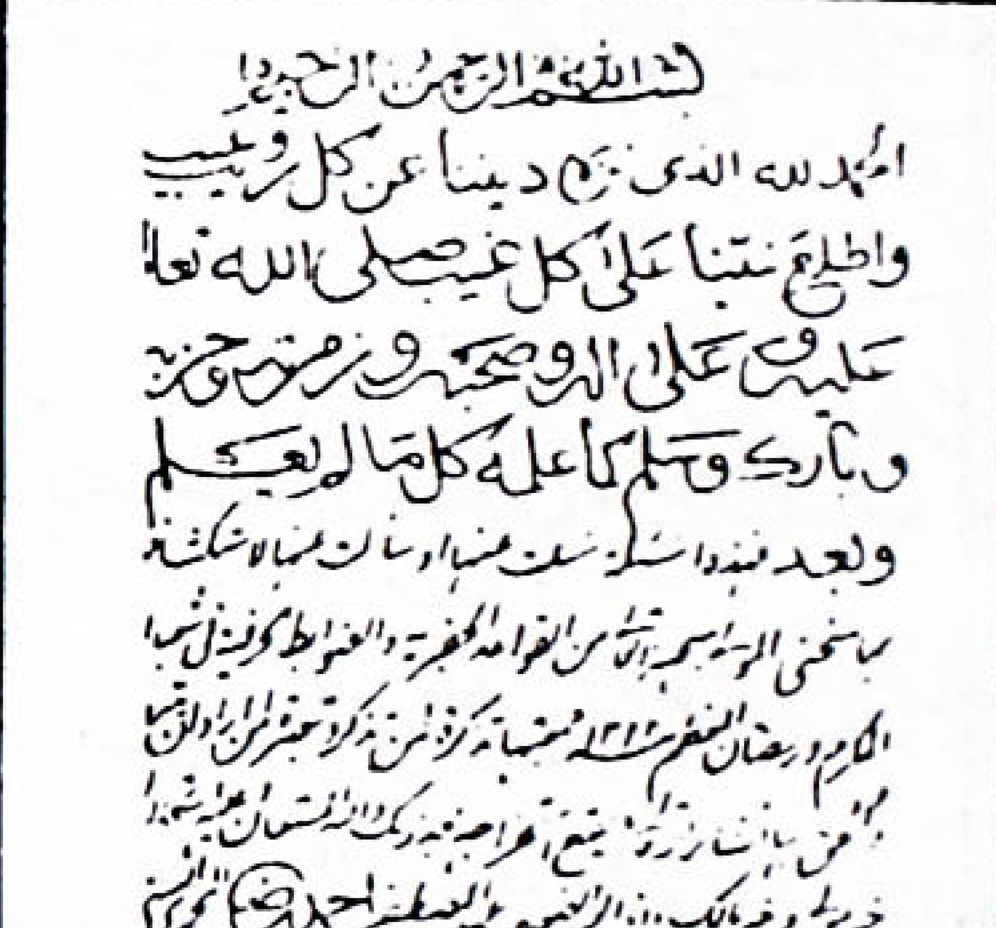
بسم اللہ الرحمن الرحیم
الحمد للہ الذی نزہ دیننا عن کل ریب
واطلع نبینا علی کل غیب صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلی آلہ وصحبہ وامتہ وحزبہ
وبارک وسلم کما علمہ کل ما لم یعلم

الوسائل الرضویہ للمسائل الجفریہ

کی حفاظت ہو ـــ جہاں لوگ اسلامی اخلاق سے مزیّن ہوں ـــ جہاں انسان، انسان کا ہمدرد ہو ـــ جہاں محبت کی پھوار ہو ـــ جہاں خلوص کی بہار ہو ـــ جہاں رعیّت پر حکومت کی نظر پدرانہ و مشفقانہ ہو ـــ جہاں معیشت فضول خرچیوں سے پاک ہو ـــ جہاں حلال و حرام کی تمیز ہو ـــ جہاں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق و جانثار ہوں ـــ جہاں افسر شاہی کا کھچاؤ نہ ہو ـــ جہاں نوکر شاہی کا تناؤ نہ ہو ـــ جہاں رشوت ستانی کا دباؤ نہ ہو ـــ جہاں سفارشوں کا بہاؤ نہ ہو ـــ جہاں حاکم محکوم سے دُور دُور نہ ہو ـــ جہاں حاکموں کی شان فقیرانہ ہو ـــ جہاں عدل و انصاف کا بول بالا ہو ـــ جہاں اہلِ فنون کی پوچھ ہو ـــ جہاں کمالات کی قدر ہو ـــ جہاں حکومت کفایت شعار ہو ـــ جہاں فیشن پرستی کی دھوم نہ ہو ـــ سادگی ہی سادگی ہو ـــ جہاں خودغرضیوں کا جال نہ ہو ـــ جہاں ہمدرد یہاں ہی ہمدرد پاتے ہوں ـــ جہاں مذہب کے نام پر استحصال نہ ہو ـــ جہاں علاقائیت کے نام پر باہمی نفرت نہ ہو ـــ جہاں علاقائی اور لسانی تفرقے نہ ہوں ـــ جہاں بڑا چھوٹے پر مہربان ہو ـــ

پاکستان کی حمایت کا ہرگز یہ مطلب نہ تھا کہ سوادِ اعظم اہلِ سنت اور امام احمد رضا کے متّبعین ہندوستان کے خلاف تھے ـــ نہیں نہیں ـــ خلاف کیوں ہوتے، صدیوں تک انہوں نے اس خطّے پر حکومت کی تھی ـــ ان کے سینکڑوں آثار تھے ـــ ان کی سینکڑوں نشانیاں تھیں ـــ امام احمد رضا نے اپنے پیروکاروں کو بغاوت و سرکشی اور منافقت کا سبق نہیں سکھایا ـــ انہوں نے یہی سکھایا کہ محبت کا جواب محبت سے دیا جائے ـــ پاکستان میں متحدہ ہندوستان کے حامیوں نے مسائل پیدا کئے اور برابر پیدا کر رہے ہیں مگر ہندوستان گواہ ہے کہ پاکستان کے حامی اہلِ سُنّت نے ہندوستان میں کوئی

سیاسی مسئلہ پیدا نہیں کیا ——— وہ ایک تحریک تھی، ختم ہو گئی ——— وہ ایک دور تھا، ختم ہو گیا ——— اب تو اپنا اپنے گھر کو بنانا ہے

◎

امام احمد رضا کا کہنا تھا کہ یہود، نصاریٰ، ہنود، آتش پرست غرض ہر غیر مسلم اپنے مفادات پر نظر رکھنے والے اور مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں، اسکی دوستی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ع اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے ——— اِس میں شک نہیں کہ مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے پسِ پردہ سازشیں کی گئیں جو جنگ سے زیادہ مہلک اور خطرناک تھیں ——— اسی لئے قرآنِ حکیم میں "فتنۃ" کو "قتل" سے زیادہ سنگین بتایا گیا ہے ——— مسلمان اِن سازشوں سے بے خبر تھے ——— جاسوسوں کی کھیپ تیار کر کے بھیجی جا رہی تھی ——— جو گھن کی طرح ہمیں کھا رہی تھی ——— جو دیمک کی طرح ہمیں چاٹ رہی تھی ——— مگر ہم کو خبر نہ تھی ——— اور اب تو وہ زمانہ بھی بیت گیا ——— اب بھیجے نہیں جاتے، یہیں تیار کئے جاتے ہیں اور پھر یہیں کھپائے جاتے ہیں، کہلاتے ہمارے ہیں مگر کام ان کا کرتے ہیں ———

یہ سازشیں اٹھارہویں صدی کے آغاز سے شروع ہو چکی تھیں بلکہ اس سے بھی قبل ——— برطانیہ کے محکمۂ جاسوسی نے جزیرۂ عرب میں ۱۷۱۰ء میں ایک جاسوس متعین کیا جس کو عالمِ اسلام کو تباہ کرنے کے وہ گر بتائے گئے جس سے تباہی یقینی ہو جائے، اس جاسوس کی ذاتی ڈائری سے (جو جنگِ عظیم میں جرمنوں کے ہاتھ لگی) مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانے ان کی قوت توڑنے اور ان کی شوکت کو ختم کرنے کے لئے وزارتِ نوآبادیات کی طرف سے جو ہدایات جاری کی گئیں وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں ——— غور سے پڑھیئے ——— پھر اسکی روشنی میں ماضی قریب و بعید پر نظر ڈالئے ——— حال کو دیکھئے اور مستقبل میں محتاط و ہوشیار رہیئے ——— یہ ہدایات ملاحظہ ہوں :———

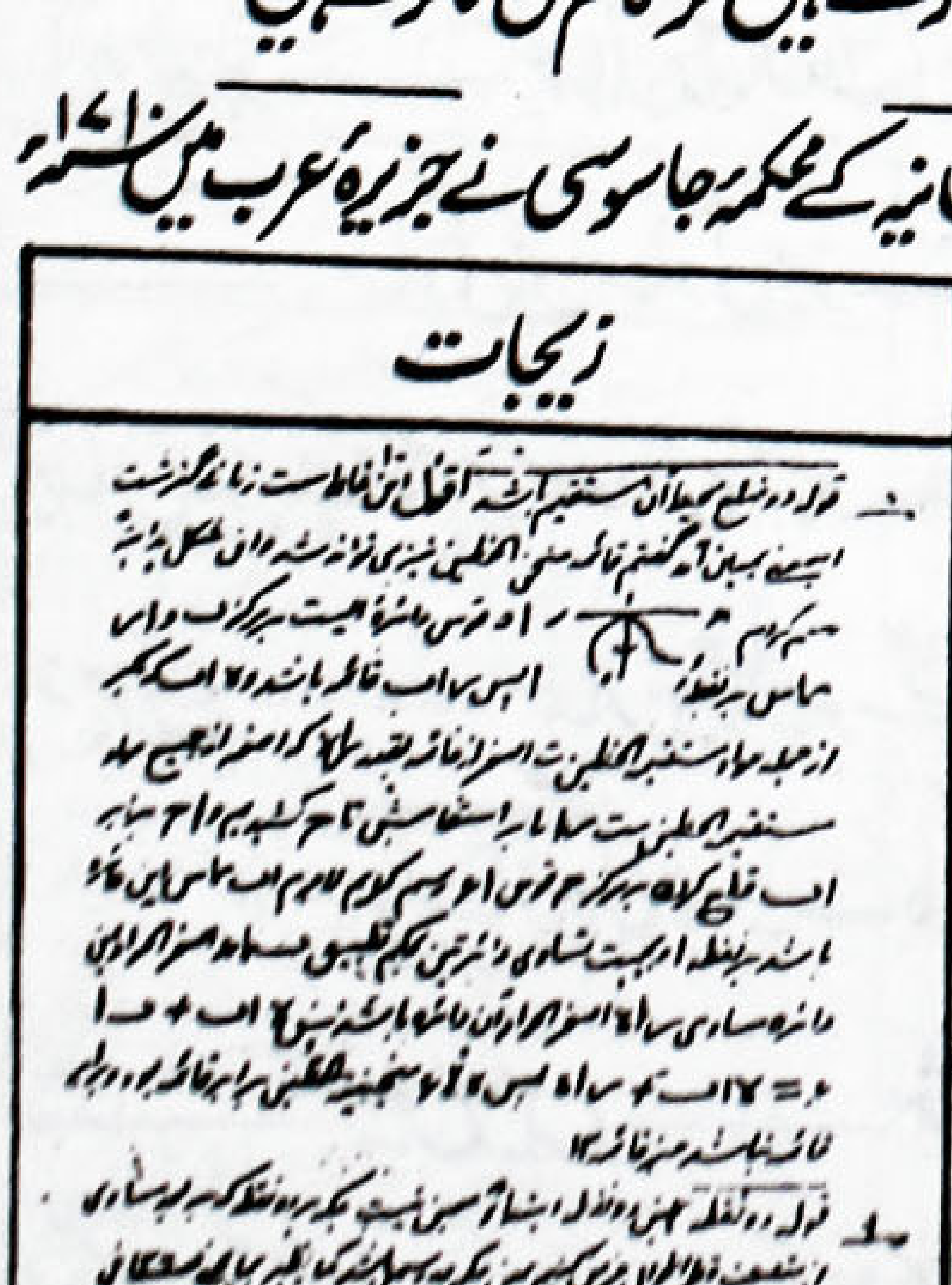

(۱) قرآن کی عزت و حرمت کو دل سے نکالا جائے (۲) مسلمان بچوں کو دینی مدارس میں جانے

جفر و مقابلہ

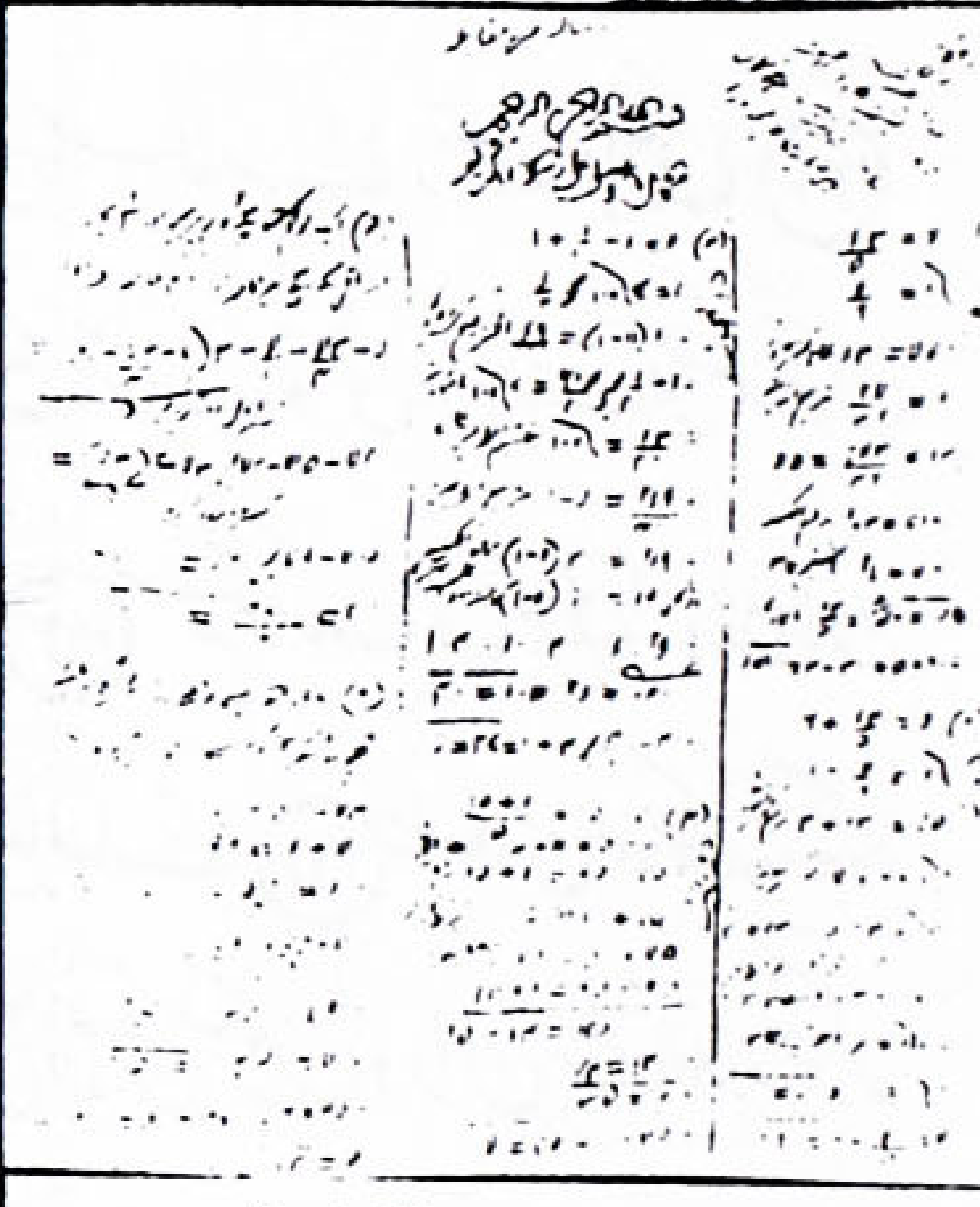

رسالہ جفر و مقابلہ

سے روکا جائے (۳) علماء حق کو تہمت طرازیوں اور الزام تراشیوں سے بدنام کیا جائے (۴) شہروں اور دیہاتوں میں دہشت گردوں کو اسلحہ فراہم کیا جائے اور غنڈوں اور ڈاکوؤں کی حوصلہ افزائی کی جائے (۵) مسلم حکمرانوں کے مزاج کو بدلا جائے ان کو شراب نوشی اور عیاشی کا عادی بنایا جائے (۶) ایسے افکار و نظریات کی تشہیر کی جائے جو قومی، قبائلی اور نسلی تعصبات کو ہوا دیں اور ماقبل اسلام کی زبان و ثقافت اور تاریخی شخصیات کی طرف شدت سے مائل ہو جائیں (۷) اسلامی احکام سے روگردانی کی ترغیب دی جائے، حرام الدین کو عام کیا جائے (۸) سود کے جواز کے لئے قرآن سے شہادتیں تلاش کی جائیں (۹) علماء کرام اور عوام کے درمیان خلیج پیدا کی جائے (۱۰) مسلمانوں کو باور کرایا جائے کہ دین سے مراد صرف اسلام ہی نہیں بلکہ یہودیت اور نصرانیت بھی دین کے عمومی معنیٰ میں شامل ہے (۱۱) مسلمانوں کے گھرانوں تک رسائی حاصل کر کے ان کے خاندانوں کو اس طرح بگاڑا جائے کہ بزرگوں کی نصیحتیں بے اثر ہو جائیں اور وہ آمرانہ تہذیب و تمدن کا شکار ہو جائیں (۱۲) پردہ کے خلاف بھرپور جدوجہد کی جائے کہ عورتیں خود پردہ چھوڑ کر باہر آجائیں (۱۳) بزرگانِ دین کے مزاروں سے برگشتہ کیا جائے اور مزارات کی زیارت کو خلافِ شرع ثابت کیا جائے (۱۴) آزاد خیالی کو ہوا دی جائے تاکہ ہر مسلمان آزادانہ سوچے (۱۵) مسلمانوں کی نسل کو کنٹرول کیا جائے اور ایسا قانون بنایا جائے کہ ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہ ہو (۱۶) نئے قوانین وضع کر کے شادی کے مسئلہ کو دشوار بنایا جائے (۱۷) مسلمانوں کے درمیان کسی بھی نوعیت کا اختلاف ہو اس کو ہوا دی جائے اور تفرقہ پیدا کیا جائے (۱۸) مسلمانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمی نہیں بلکہ علاقائی اور قبائلی بیداری کے لئے سعی فرمائی (۱۹) اسلامی حکومتوں کو تباہ کرنے کے لئے بڑی طاقتوں

سے اشتراکِ عمل کیا جائے (۲۰) ماقبل اسلام کے آثار کو زندہ کیا جائے تاکہ مسلمان اسلام سے دور ہوتے جائیں (۲۱) اسلامی ممالک کے اہم شہروں کو غیر مسلم اقوام کے حوالہ کیا جائے (۲۲) زنا، لواطت، شراب نوشی اور جُوئے کو مسلمانوں میں پھیلایا جائے (۲۳) اہم اور شاہی عہدوں پر زر خرید لوگوں کا تقرر کیا جائے (۲۴) مسلم ممالک میں عربی زبان اور ثقافت کی راہیں مسدود کی جائیں اور ان کی جگہ قومی اور علاقائی زبانوں پر زور دیا جائے (۲۵) اسلامی ممالک کے سرکاری دفاتر کے لئے ایسے افراد تیار کئے جائیں جو حکومت کے رازوں تک رسائی حاصل کر سکیں اور ان پر اثر انداز ہو کر غلط اور گمراہ کن مشوروں پر عمل کرا سکیں (۲۶) مسلمان طلبہ و طالبات میں مذہب سے بیزاری پیدا کی جائے ـــــ مشنری اسکولوں، کلبوں، جوانوں کی مختلف انجمنوں کے ذریعے اس کام کی تکمیل کی جائے (۲۷) ایسے اشخاص تیار کئے جائیں جو نئے مسلک و مذہب کا پرچار کریں، اس سے انکار کرنے والے کی تکفیر کریں، اس کی عزت و آبرو کو لوٹیں، اس کے لڑکوں اور لڑکیوں کو غلاموں کی طرح فروخت کریں اور اس کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کریں (۲۸) مسلمانوں کے مقابر اور زیارت گاہوں کو شرک و بت پرستی کے بہانے تاراج کیا جائے ـــــ وغیرہ وغیرہ

یہ ہدایات اٹھارھویں صدی عیسوی کے آغاز میں جاری کی گئی تھیں ـــــ

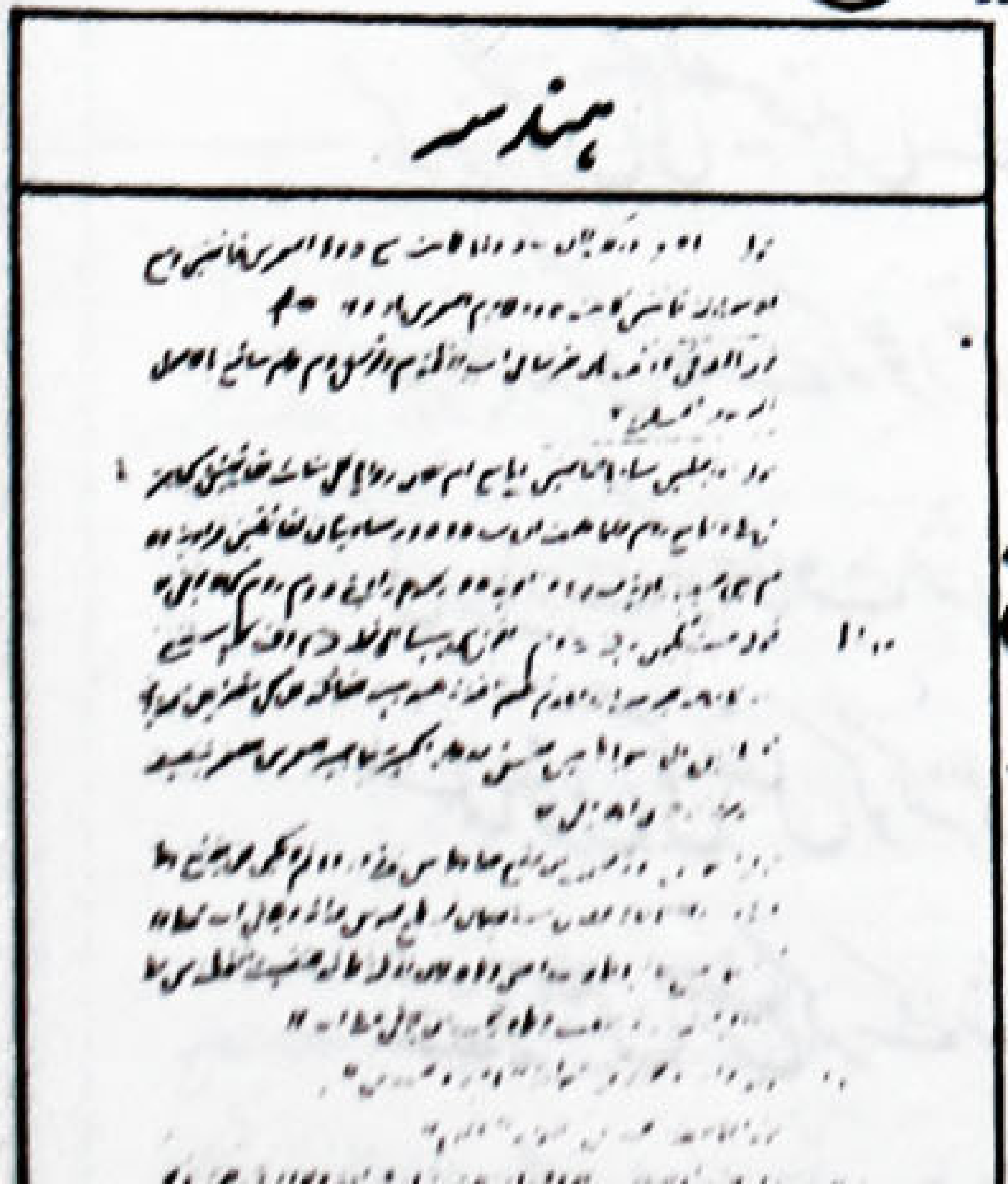

کتاب اصول ہندسہ

خوب غور کریں اور دیکھیں کہ گذشتہ تین صدیوں میں ان ہدایات پر کہاں تک عمل ہو سکا اور کس کس نے عمل کیا اور ہم کس طرح شعوری یا غیر شعوری طور پر دشمن کا آلہ کار بنتے رہے ہیں ـــــ کیا وہ ہمارے محسن ہیں جنہوں نے ان راہوں پر ہم کو لگایا جس کو ہمارے دشمنوں نے متعین کیا تھا یا وہ جنہوں نے ان راہوں سے ہم کو دور کیا اور قدم قدم پر ہم کو تنبیہ کرتے رہے ـــــ ہوشیار و خبردار کرتے رہے ـــــ

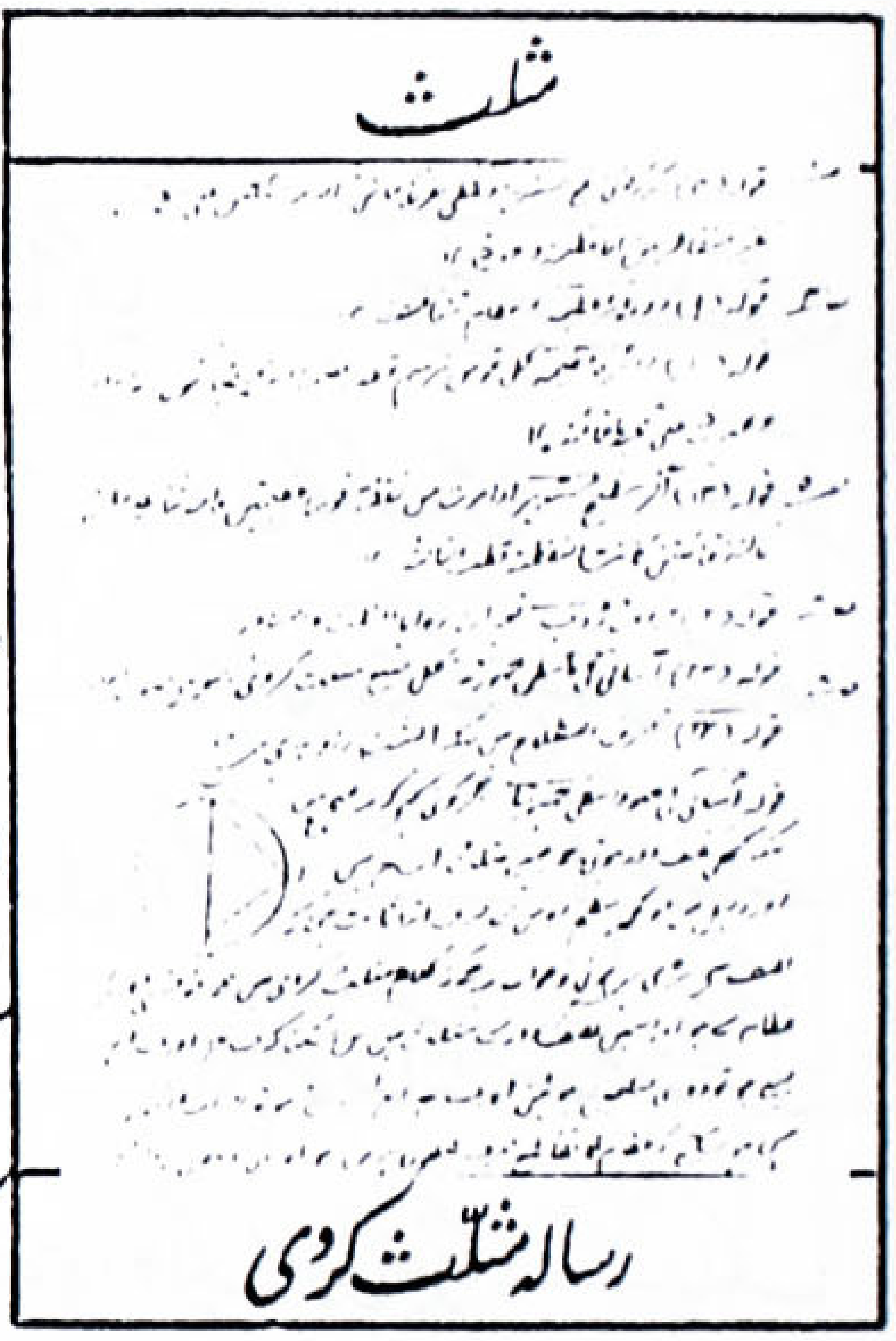

رسالہ مثلث کردی

ماحول کیا ہے؟ ایک ویران جنگل ہے، بدلی چھائی ہوئی ہے، رات اندھیری ہے ---- چاروں طرف چور ہی چور ہیں ---- سامان پر نظر ہے ---- سونے والے سو رہے ہیں ---- امام احمد رضا جگا رہے ہیں، سونیوالے نہیں اٹھتے ---- جھنجھلاتے ہیں لڑتے ہیں اور سو جاتے ہیں ---- وہ جگانے والا کبھی ماحول کی تاریکیوں کو دیکھتا ہے کبھی چوروں کو، کبھی بے خبر سونے والوں کو ---- اس کو متاعِ کارواں کا غم کھائے جاتا ہے ---- کہیں لُٹ نہ جائے ---- پھر وہ بے چین ہو کر ماہتابِ عرب و عجم کو پکارتا ہے اور دل پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے ---- سنیے سنیے وہ کیا کہہ رہا ہے ؎

سونا جنگل رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو، چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرا لیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تونے نیند نکالی ہے

آنکھیں ملنا، جھنجھلا پڑنا، لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پہ اٹھنے کے لڑتا ہے، اٹھنا بھی کچھ گالی ہے؟

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بے کس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

امام احمد رضا کے زمانے (۱۸۵۶ھ/۱۹۲۱ء) میں مختلف مذہبی تحریکوں نے سر اٹھایا ---- ہر انقلاب اپنے ساتھ حرکت لاتا ہے آزادی کے بعد حرکتِ عروجی ہوتی ہے اور غلامی کے بعد حرکتِ نزولی ---- امام احمد رضا کی ولادت سے قبل تحریکِ ابن عبدالوہاب نجدی اور تحریکِ بالاکوٹ چل چکی تھیں ---- ۱۷۴۵ء میں محمد بن سعود کے تعاون سے ابن عبدالوہاب نے اپنی تحریک کا آغاز کیا، صلحاءِ امت کے مقابر کو ڈھایا، صحیح العقیدہ مسلمانوں کا قتلِ عام کیا کیونکہ وہ ابنِ عبدالوہاب کے خیال میں مشرک و بت پرست تھے ---- تحریکِ بالاکوٹ (۱۸۲۶ھ-۱۸۳۱ء) کے قائدین مولوی سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی تھے ---- ان حضرات نے ابنِ عبدالوہاب کی روش پر چل کر صوبہ سرحد

(پاکستان) میں انہی عقائد و افکار کا پرچار کیا اور بغاوت کے الزام میں خوش عقیدہ مسلمانوں کا قتلِ عام کیا ـــــ امام احمد رضا کے زمانے میں جمال الدین افغانی کی تحریکِ اتحادِ اسلامی بھی چلی ـــــ پھر ۱۸۸۲ء میں احمدی تحریک کا آغاز ہوا، اہلِ قرآن کی تحریک چلی ـــــ ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۷ء میں مدرسہ دیوبند قائم ہوا، پھر علیگڑھ تحریک چلی، اس کے بعد ندوۃ العلماء کی تحریک چلی ـــــ امام احمد رضا کے وصال کے بعد مولانا محمد الیاس، مولانا مودودی اور غلام احمد پرویز کی تحریکیں چلیں ـــــ یہ ساری تحریکیں دورِ انحطاط کی یادگار ہیں ـــــ امام احمد رضا کے افکار و عقائد کا تعلق دورِ آزادی سے تھا، وہ عقائد و افکار جن کو پکتے پکتے صدیاں بیت چکی تھیں ـــــ امام احمد رضا کے استقامتِ فکر کی یہ شان ہے کہ وہ کسی تحریک سے متأثر نہ ہوئے ـــــ ہر آندھی ان کے نشیمنِ فکر سے ایسی گذر گئی جیسے ہوا کا ایک معمولی جھونکا ـــــ یہ ایک قابلِ توجہ اور حیرت انگیز بات ہے ـــــ دورِ غلامی میں پیدا ہونیوالے تمام مسلم فرقے اسی ایک سوادِ اعظم سے ٹوٹے جس کے علمبردار امام احمد رضا تھے ـــــ

◎

امام احمد رضا نے زندگی کے ہر شعبے میں ہم کو پیغام دیا ہے ـــــ مذہبیات، درسیات، سیاسیات، معاشیات، معقولات، عمرانیات وغیرہ وغیرہ ـــــ ان کے پیغامات پر عمل کر کے ہم بہت کچھ پا سکتے ہیں ـــــ آیئے ان کی ہدایات کو گوشِ دل سے سنیں اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں تاکہ دین و دنیا میں فلاح پا سکیں ـــــ

لوغارثمات

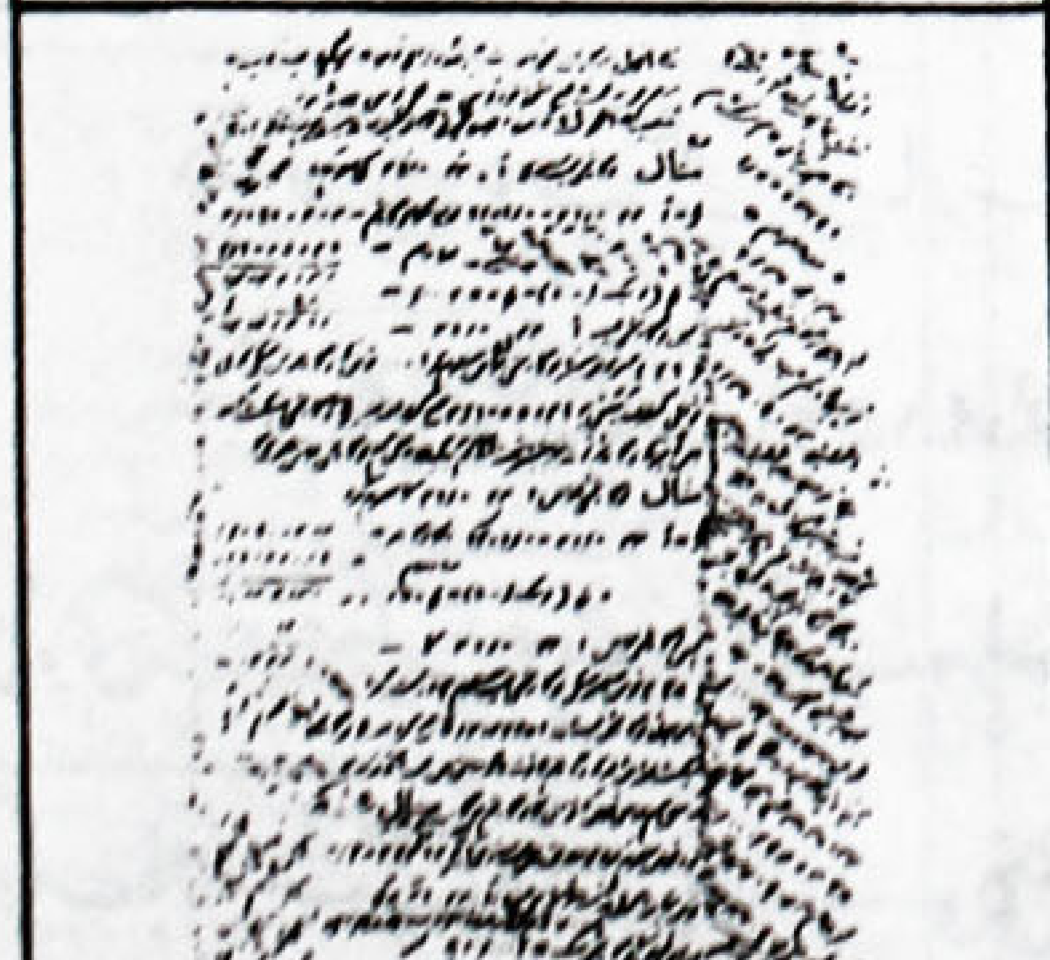

حاشیہ رسالہ در علمِ لوگارثم

(۱) عقیدۂ توحید پر سختی سے کاربند رہیے مگر ابلیس کی طرح اللہ کے محبوبوں سے منہ نہ موڑیے کہ راندۂ درگاہِ الٰہی ہوں (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کیجیے اور آپ سے ایسی والہانہ اور سرفروشانہ محبت رکھیے جو مطلوب و مقصودِ قرآن ہے ہمارے دردوں کا مداوا اور دکھوں کا علاج ہے (۳) دینِ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ہرگز ہرگز اجرت نہ لیجیے، کوئی نذر پیش کرے قبول کر لیجیے کہ سنت ہے (۴) مدارسِ عربیہ دینیہ کو مستحکم کیجیے کہ یہ مراکز اسلامی تعلیمات اور تہذیب کے گہوارے

مناظر

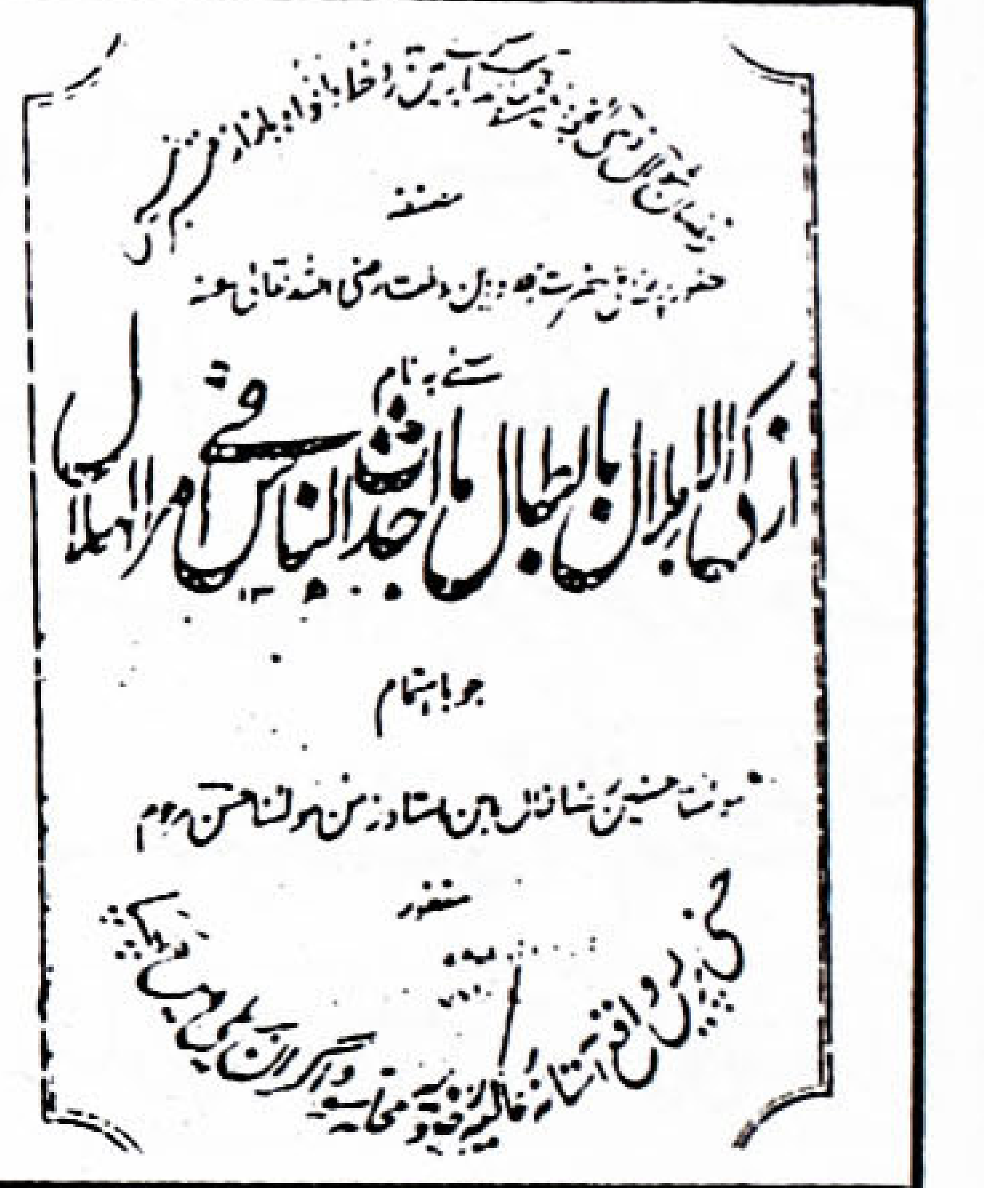

رؤیۃ الہلال

ہیں (۵) نصابِ تعلیم کی اساسی غرض و غایت خدا اور رسول کی معرفت ہو تاکہ پڑھنے والے انسان بنیں، بچوں کے دل میں بچپن ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل اللہ کی محبت کا نقش جمائیے (۶) غیر مفید علوم کو نصاب سے خارج کر دیا جائے تاکہ افراد کی توانائیاں اور اموال ضائع نہ ہوں (۷) جو لوگ مسلمانوں کے ظاہر و باطن میں دشمن اور بدخواہ ہیں ان سے کسی قسم کی دوستی نہ رکھئے، نہ ان سے تجارت کیجئے، نہ سیاسی معاہدات (۸) جو لوگ ظاہر میں مسلمانوں کے بدخواہ نہیں ان سے تجارت اور معاملات میں حرج نہیں البتہ سیاسی معاہدات اس صورت میں کیجئے جبکہ حال و مستقبل میں کسی ضرر و نقصان کا مطلق اندیشہ نہ ہو (۹) خام مال ملک سے باہر نہ بھیجئے بلکہ ملک کے اندر صنعتیں لگا کر ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیے (۱۰) تجارت میں کم سے کم نفع رکھئے (۱۱) فضول خرچیوں اور سودی قرضوں سے جہاں تک ممکن ہو بچتے رہئے کہ یہ عادت معیشت کو تباہ کر دیتی ہے اور افرادِ ملت میں خود اعتمادی پیدا نہیں ہونے دیتی (۱۲) دورِ جدید کی تحقیقاتِ علمیہ سے ہرگز مرعوب نہ ہوں بلکہ حقائق قرآنیہ کی روشنی میں خود سائنسدانوں کو راہ دکھائیں کہ قرآن کا فرمان خالق کا فرمان ہے اور سائنس کی دریافت مخلوق کی دریافت ہے (۱۳) اخوت، صداقت، دیانت کو اپنا شعار بنائیے (۱۴) اپنے بھائیوں کی غلطیوں سے درگذر کیجئے اور اپنے نفس کی خاطر ذرا ذرا سی بات پر گرفت کر کے اتحاد کو پارہ پارہ نہ کیجئے ـــــ اتحاد رحمت ہے (۱۵) انگریزی تہذیب و تمدن سے دور رہیے اور اپنی تہذیب و تمدن کو پروان چڑھائیے، افرادِ ملت میں خود اعتمادی اور عزتِ نفس پیدا کیجئے (۱۶) شریعت و طریقت جدا جدا نہیں، طریقت کو عینِ شریعت سمجھئے ـــــ

امام احمد رضا نے انسان بنائے، کہ ان کے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انسان بنائے تھے ـــــ زندگی کے ہر شعبے میں انسان ہی کی جلوہ گری ہے ـــــ انسان انسان نہ رہا تو یہ ایک عظیم المیہ ہوگا، آج کی دنیا کا المیہ یہی ہے ع ـــــ آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا ـــــ امام احمد رضا انسان گر تھے بلکہ انہوں نے تو انسان گروں کو بنایا ـــــ ان کی اولاد، ان کے خلفاء اور ان کے تلامذہ سب انسان گر تھے ـــــ بڑے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں (۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) علوم معقولہ و منقولہ کے فاضل اور عربی نظم و نثر میں کامل تھے، صاحب تصنیف و تحقیق اور صاحب اخلاص و تقویٰ ـــــ چھوٹے صاحبزادے مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا خاں (۱۴۰۲ھ/۱۹۸۱ء) بھی اسی شان کے بزرگ تھے اور فتویٰ نویسی میں کامل و اکمل ـــــ ان کا حلقۂ ارشاد بہت ہی وسیع تھا، عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ ان کے جلوس جنازہ میں ۲۰ لاکھ افراد شریک تھے اور کیفیت یہ معلوم ہوتی تھی کہ سارا شہر میزبان ہے اور سارا عالم مہمان ـــــ دورِ جدید میں اتنا عظیم اجتماع پاک و ہند کی تاریخ میں نظر نہیں آتا ـــــ اس سے خانوادۂ امام احمد رضا کی ہمہ گیر مقبولیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

صاحبزادگان کے علاوہ عرب و عجم میں امام احمد رضا کے ایک سو سے زیادہ خلفاء تھے، ان کے بعض تلامذہ و خلفاء تو ایسے صاحب علم و فضل ہیں کہ ان پر کسی بھی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا جاسکتا ہے مثلاً صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی، برہان الملۃ مولانا محمد برہان الحق جبلپوری، مبلغ اسلام مولانا محمد عبد العلیم میرٹھی، ظفر الملۃ علامہ محمد ظفر الدین بہاری، سحبان الہند علامہ سید سلیمان اشرف بہاری، عید الاسلام مولانا عبد السلام جبلپوری، محدث اعظم علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی، مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوری، ابوالبرکات مولانا سید احمد الوری وغیرہ وغیرہ ـــــ پھر خلفاء و تلامذہ کے تلامذہ و خلفاء بھی اس شان کے ہیں جن پر تحقیقی کام ہوسکتا ہے ـــــ

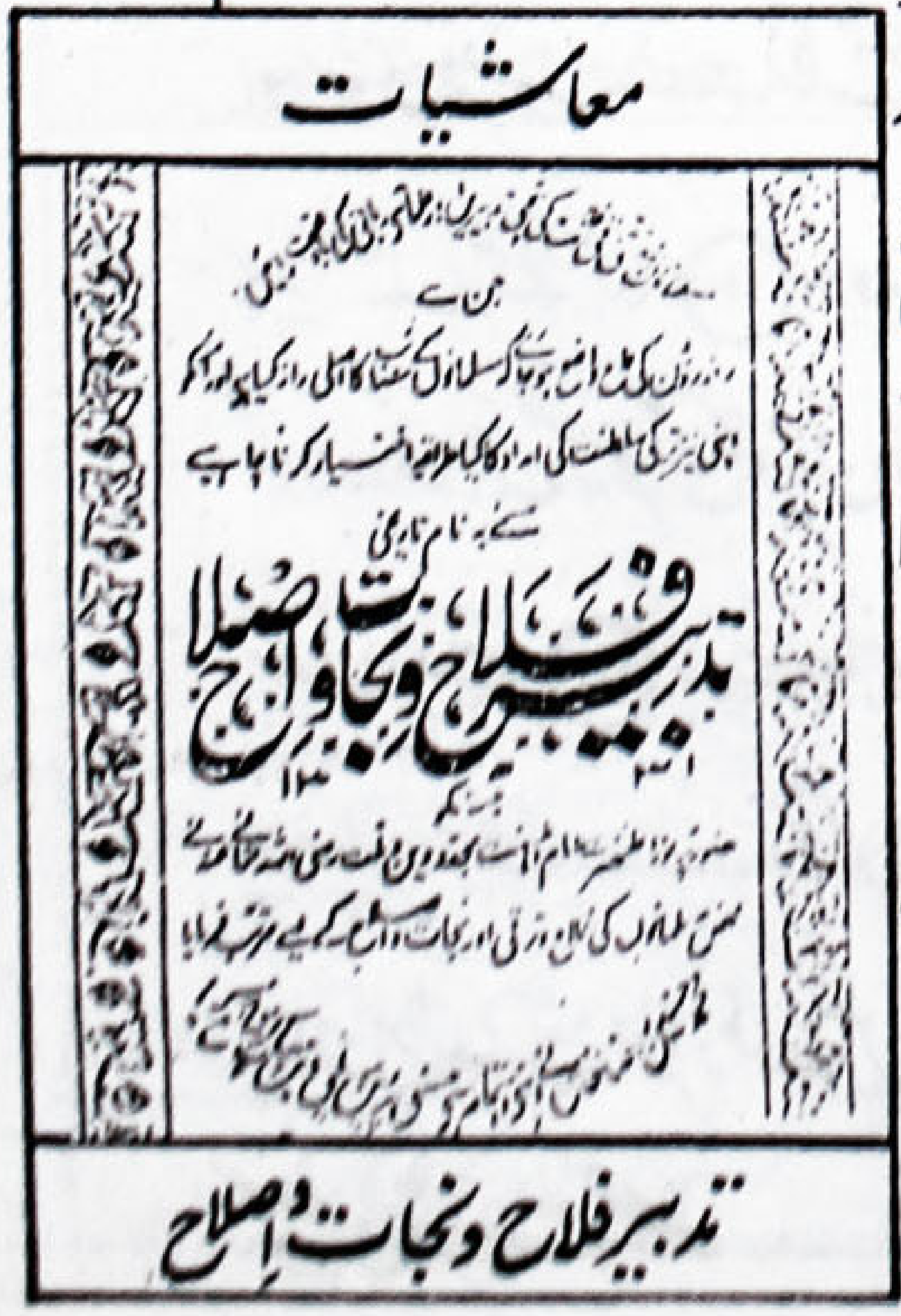
معاشیات

تدبیر فلاح ونجات واصلاح

تدبیر فلاح ونجات واصلاح

صاحبزادگان، خلفاء و تلامذہ کے علاوہ امام احمد رضا نے ایک عظیم علمی ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے جس میں

سیاسیات
المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ [illegible] [illegible] مکتبہ حامدیہ ــــ گنج بخش روڈ ــــ لاہور
المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ

تصانیف بھی ہیں، شرح و حواشی بھی، تعلیقات و تراجم بھی، مکتوبات، مواعظ بھی، مقالات و مضامین بھی، منظومات و قصائد بھی ــــ صرف تصانیف کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ بتائی جاتی ہے جو عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں ہیں اور ۵۵ علوم و فنون پر پھیلی ہوئی ہیں ــــ امام احمد رضا ایک جہانِ علم تھے ــــ ملک و بیرونِ ملک ان پر کام ہو رہا ہے ــــ مرکزی مجلسِ رضا، لاہور گذشتہ بیس برسوں سے امام احمد رضا پر تحقیقی لٹریچر چھپوا کر ملک کے طول و عرض میں مفت تقسیم کر رہی ہے ــــ دوسرے ادارے بھی سرگرمِ عمل ہیں مثلاً مجلسِ رضا، مانچسٹر (انگلینڈ)، مجلسِ رضا، کراچی، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی، ادارۂ تصنیفاتِ امام احمد رضا، کراچی۔ ان دونوں اداروں نے نہایت ہی سرعت کے ساتھ نہایت ہی اہم لٹریچر شائع کیا ہے ــــ رضا اکیڈمی بمبئی (بھارت)، رضا اکیڈمی چاٹگام (بنگلہ دیش)، رضا اکیڈمی رام پور، ادارۂ تصنیفاتِ رضا بریلی، المجمع الاسلامی مبارکپور (بھارت) یہ ادارہ کئی سال سے امام احمد رضا پر مسلسل لٹریچر شائع کر رہا ہے اور علمی دنیا میں اہم کردار کر رہا ہے ــــ ان اداروں کے علاوہ اور بہت سے ادارے اور ناشرین ہیں جو امام احمد رضا سے متعلق مطبوعات شائع کر رہے ہیں ان میں سرِ فہرست یہ ہیں: رضا پبلی کیشنز، لاہور۔ مکتبہ قادریہ، لاہور۔ نوری بکڈپو، لاہور۔ مکتبہ رضویہ، کراچی۔ مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔ مکتبہ استقامت کانپور۔ مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ۔ مکتبہ حامدیہ، لاہور۔ مکتبہ نبویہ، لاہور ــــ

نشر و اشاعت کے کام کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق کا سلسلہ بھی جاری ہے اور اب اس کا سلسلہ برِ اعظم ایشیا سے نکل کر برِ اعظم یورپ۔ برِ اعظم امریکہ اور برِ اعظم افریقہ تک جا پہنچا ہے ــــ پاک و ہند میں پٹنہ یونیورسٹی، جبلپور یونیورسٹی، علیگڑھ یونیورسٹی، کراچی یونیورسٹی، سندھ یونیورسٹی، پنجاب یونیورسٹی وغیرہ میں کام ہوا ہے اور کچھ کام ہو رہا ہے۔ افریقہ میں ڈربن یونیورسٹی، یورپ میں نیو کاسل یونیورسٹی، لندن یونیورسٹی، لیڈن یونیورسٹی میں کام ہوا ہے ــــ امریکہ میں برکلے یونیورسٹی، کولمبیا یونیورسٹی، انسٹیٹیوٹ آف انڈین اسٹڈیز، شکاگو میں بھی کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے ــــ

امام احمد رضا کی علمی شخصیت دنیا کے اہلِ علم کو دعوتِ نظارہ دے رہی ہے ــــ عالم یہ ہے ؏ ہر لحظہ نیا طور نئی برقِ تجلّی ــــ

پاک و ہند کی جامعات کے اربابِ حل و عقد اور اہلِ دانش و حکمت اپنی اپنی دانش گاہوں میں امام احمد رضا پر کام کرائیں، ان کے علمی ذخیرے کے عکس اپنے پاس محفوظ کریں۔ وہ ایک جامع العلوم شخصیت کے مالک اور عبقری تھے، ان کی علمی شخصیت پاک و ہند کے لئے باعثِ فخر ہے اور دنیا کے سامنے فخر سے پیش کی جا سکتی ہے ——

◎

اس وقت جوانانِ ملت سخت اضطراب کے عالم میں ہیں —— ہر فرقہ اسلام کی بات کر رہا ہے —— جائیں تو کہاں جائیں —— ملیں تو کس سے ملیں —— چلیں تو کدھر چلیں —— بعض کہتے ہیں کہ کسی کے پیچھے نہ چلیں بس اسلام کے پیچھے چلیں —— مگر جب ہم فکر و عمل کی دنیا میں آئیں گے تو کسی نہ کسی کے پیچھے چلنا پڑیگا —— اس کے بغیر آگے چلنا ممکن نہیں —— ہم میں سے ہر شخص عالم و محقق نہیں جو اپنا راستہ خود متعین کرے —— بہتر یہ ہوگا ہم یہ دیکھیں ؛ (۱) کس جماعت نے ۱۸۵۷ء سے قبل دورِ انتشار اور ۱۸۵۷ء کے بعد دورِ غلامی میں سر اٹھایا اور نئے فکر کی بنیاد رکھی؟ (۲) کس جماعت کا فکری تعلق دورِ آزادی سے پہلے رہ وہی بات کہہ رہی ہے جو صدیوں سے کہی جا رہی ہے؟ (۳) کس جماعت کے عقائد صدیوں تک جمہور کے عقائد رہے (۴) کس جماعت کے عقائد و افکار ترغیبات و ترھیبات اور جبر و استبداد کے ذریعے پھیلائے گئے؟ (۵)

اسلام کی تمام علمبردار جماعتوں کے اکابر کا سلسلۂ فکر و نظر ماضی میں کن حضرات سے ملتا ہے اور ان کے عقائد و افکار کیا تھے! حضرت مجدد الفِ ثانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہم الرحمہ اکابرِ ملت کو پاک و ہند کے ہر گوشے میں مانا اور تسلیم کیا جاتا ہے —— ان حضرات نے جن عقائد و افکار کی تصدیق و توثیق کی وہی عقائد و افکار صدیوں سے چلے آ رہے ہیں اور ہر نئی جماعت کا تعلق انہی عقائد سے رہا —— یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے جو نوجوان طبقے کو نہیں معلوم —— امام احمد رضا نے یہی بتایا کہ مسلمان صدیوں تک کس راہ پر چلتے رہے —— انھوں نے اپنے قلم سے ان راہوں کو روشن کیا۔ —— اب ہر جماعت یہ سمجھتی ہے کہ اسکی تعبیرات و تشریحات صحیح ہیں —— لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ ہزاروں لاکھوں

صلحاءِ امّت نے اسلام کی جو تعبیرات و تشریحات پیش کیں، وہ غلط ہوں ——— عقل یہ بات تسلیم نہیں کرتی ——— وہی صحیح ہے جو صدیوں تک صحیح سمجھا گیا اور جسے عالمِ اسلام نے قبول کیا ——— اب وہ سب کچھ اس عالمی جماعت کے پاس ہے جس کو سوادِ اعظم کہا جاتا ہے ——— جس کے اہم مراکز حرمین شریفین رہے، بصرہ و بغداد رہے، سمرقند و بخارا اور شیراز رہے، قسطنطنیہ و قرطبہ اور قاہرہ رہے، منصور آباد و ٹھٹھہ رہے، لاہور و قصور اور سیالکوٹ رہے ——— سرہند و اجمیر اور دہلی رہے ——— بریلی و بدایوں رہے ——— تونسہ شریف و سیال شریف و گولڑہ شریف رہے ——— پاکپتن شریف و مہار شریف رہے ——— علی پور شریف و شرقپور شریف رہے ——— مارہرہ شریف و کچھوچھہ شریف اور فرنگی محل رہے ——— خیرآباد و پیلی بھیت رہے ——— ایک مرکز ہو تو نام بتایا جائے ——— بیسیوں مراکز عالمِ اسلام میں پھیلے ہوئے ہیں ——— ہاں یہی وہ سوادِ اعظم ہے جس نے ملّتِ اسلامیہ کو ایک عظیم علمی ذخیرہ دیا ——— جس نے ہزاروں نہیں لاکھوں تصانیف یادگار چھوڑی ہیں ——— امام احمد رضا اسی عالمی جماعت کے قائد و رہبر تھے جو اللہ کی وحدانیت اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و خاتمیت پر یقین رکھتی ہے ——— جس کو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ و جاں نثارانہ محبت ہے ——— جس کو اہلِ بیت سے محبت ہے، ازواجِ مطہرات سے محبت ہے، صحابہ سے محبت ہے، تابعین و تبع تابعین سے محبت ہے، ائمہ اربعہ سے محبت ہے، سلاسلِ اربعہ سے محبت ہے، محدثین و فقہاء سے محبت ہے، اولیاءِ امت سے محبت ہے، صلحاءِ امت سے محبت ہے اور ہر عاشقِ رسول سے محبت ہے ——— یہ جماعت صرف محبت کی بات کرتی ہے اور محبت نہ کرنیوالوں سے نفرت کرتی ہے ——— جو ساری امت کو محبتِ رسول کے نکتے پر جمع کرتی ہے ——— بیشک یہ جماعت عالمی جماعت ہے ——— اسی کو سوادِ اعظم اہلِ سنّت کہا جاتا ہے ——— امام احمد رضا اس عالمی جماعت کے رہبر و رہنما تھے اور رہبر و رہنما ہیں۔

راقم سولہ برس سے امام احمد رضا کا مطالعہ کر رہا ہے ——— اتنی مدت ایک انسان کو سمجھنے کے لئے کم نہیں ——— راقم نے محسوس کیا

کہ امام احمد رضا کا ظاہر و باطن ایک ہے —— ان کے دل، ان کے دماغ، ان کی زبان، ان کے اقوال، ان کے اعمال میں ایسی یک رنگی ہے انیسویں بیسویں صدی میں پیدا ہونے والی کسی مذہبی جماعت کے قائد و رہنما میں نہیں —— امام احمد رضا کی نظر ماضی پر بھی ہے —— حال پر بھی اور مستقبل پر بھی —— ایسا عظیم مدبر و مفکر ماضی قریب میں نظر نہیں آتا —— ان کے دل میں عشقِ مصطفےٰ کی آگ سلگ رہی تھی، دہک رہی تھی —— ایسا جلتا ہوا بھڑکتا ہوا سینہ کسی کا نہ تھا ——

اس وقت عالمِ اسلام کا عجب حال ہے —— دلوں میں فساد، ذہنوں میں فساد، گھروں میں فساد، مدرسوں میں فساد، مسجدوں میں فساد، صحراؤں میں فساد، کہساروں میں فساد، دریاؤں میں فساد، شہروں میں فساد، بازاروں میں فساد، گلی کوچوں میں فساد، جدھر دیکھئے فساد ہی فساد ہے —— ان ناساز گار حالات میں امام احمد رضا کی قیادت و رہنمائی ہماری کایا پلٹ سکتی ہے خصوصاً برصغیر پاک و ہند اور بنگلہ دیش کے مسلمانوں کی —— بیشک وہ ہمارے قائد و رہنما ہیں —— وہ ہر اس شخص کے قائد و رہنما ہیں جو اسلام کا سچا درد رکھتا ہو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھتا ہو —— امام احمد رضا کی شخصیت پہلودار ہے ایسی پہلودار شخصیت انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں نظر نہیں آتی —— وہ مفسرین کیلئے بھی قائد ہیں —— وہ محدثین کے لئے بھی قائد ہیں —— وہ فقہاء کے بھی قائد ہیں —— وہ علماء کے لئے بھی قائد ہیں —— وہ سیاستدانوں کیلئے بھی قائد ہیں —— وہ معاشیین کیلئے بھی قائد ہیں —— وہ محققین کیلئے بھی قائد ہیں —— وہ ادیبوں کیلئے بھی قائد ہیں —— وہ شعراء کیلئے بھی قائد ہیں —— وہ مزدوروں کیلئے بھی قائد ہیں —— وہ غریبوں کے لئے بھی قائد ہیں —— ان کی قیادت ہمہ گیر اور عالمگیر ہے —— ان کی شخصیت ہر شعبۂ زندگی پر چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے —— یہی وجہ ہے کہ ہر شعبۂ زندگی اور ہر مسلک فکر سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں دانشوروں نے امام احمد رضا کی عظمت کو تسلیم کیا ہے ——

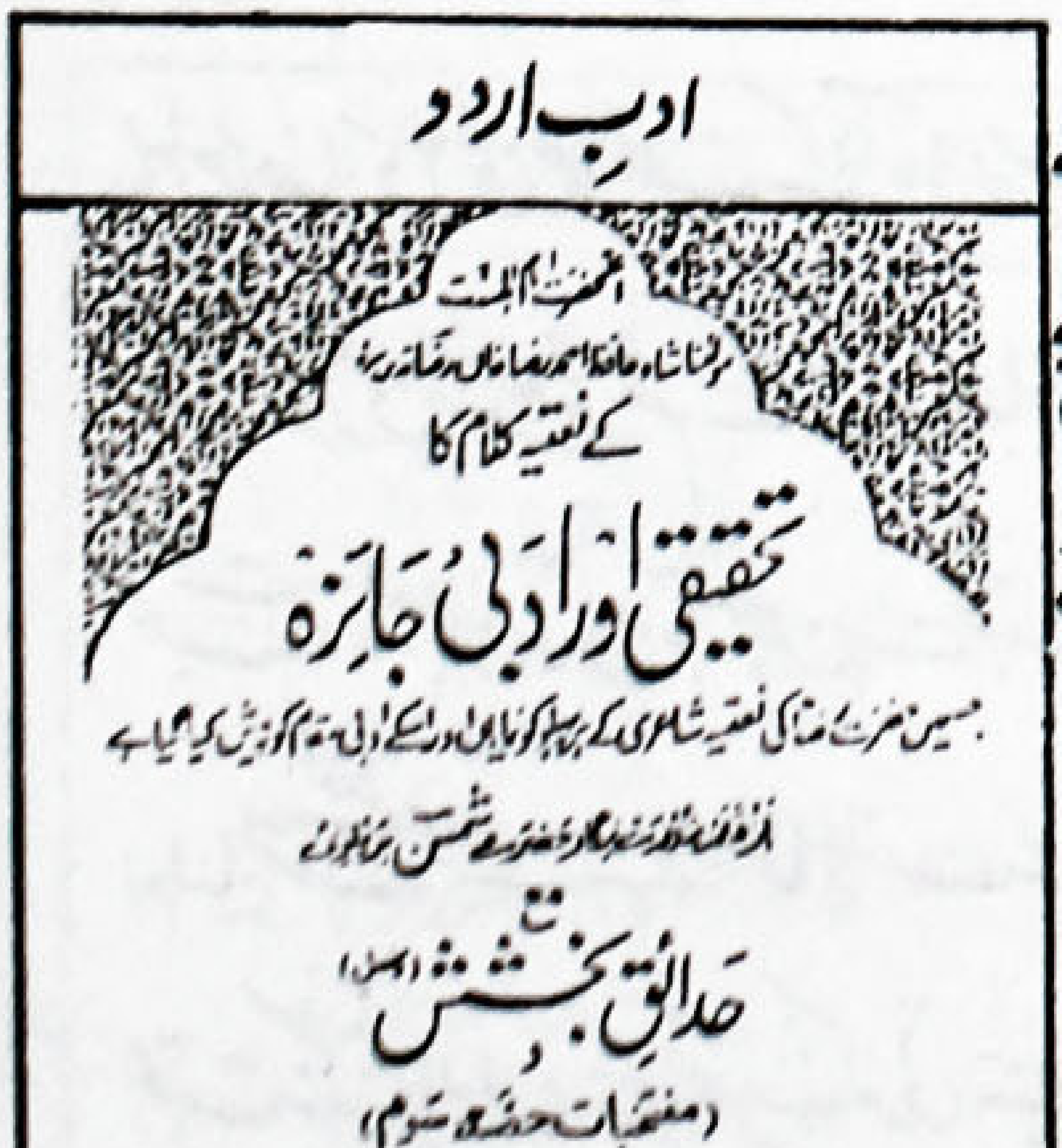

امام احمد رضا نے اس وقت اتحاد کی بات کی جب ملت کا شیرازہ منتشر ہو رہا تھا —— افراد ملت ٹوٹ

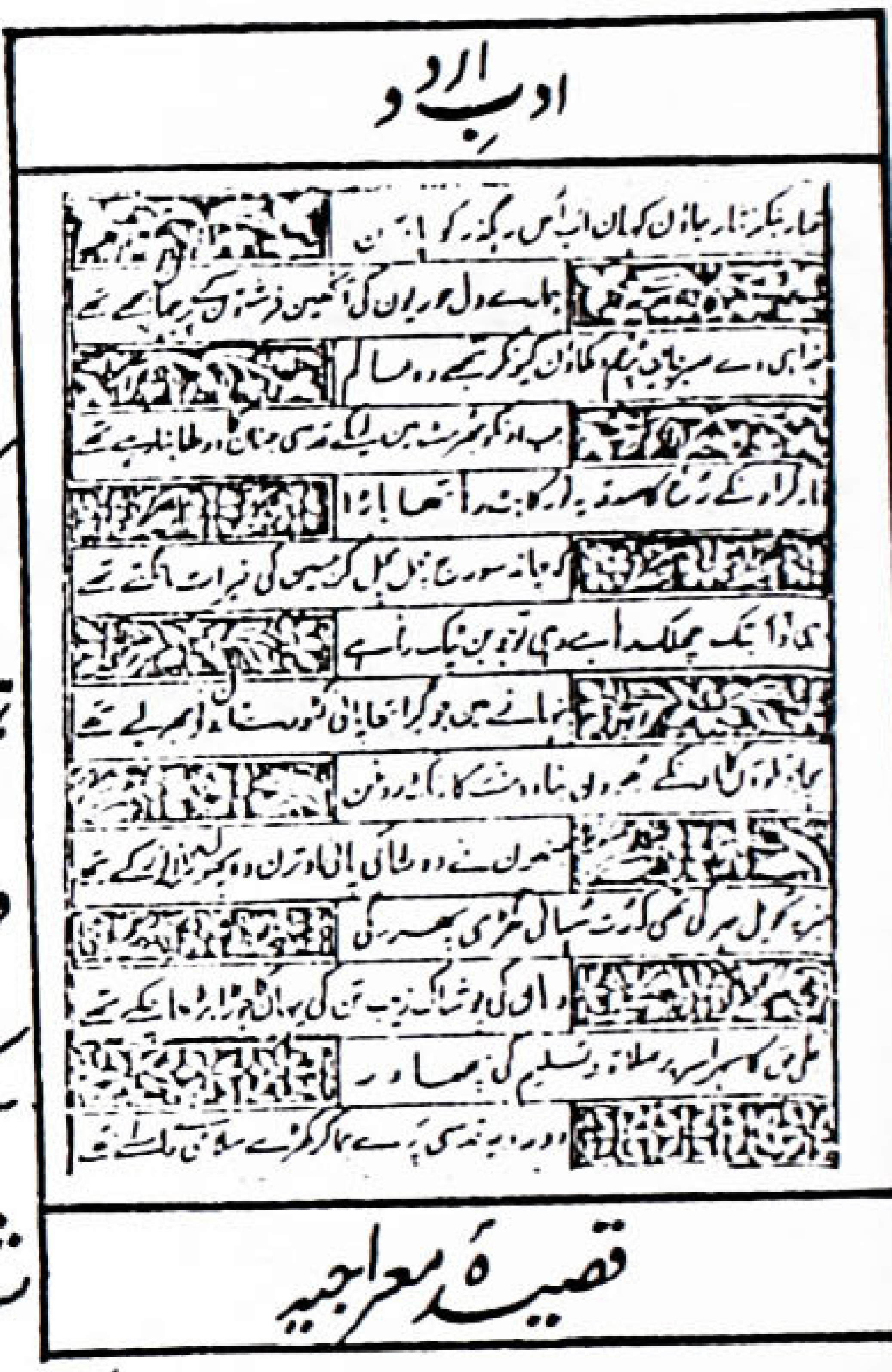

ٹوٹ کر اِدھر اُدھر جا رہے تھے ـــــ عجب انتشار کا عالم تھا اتحاد کی بات کرنیوالا مجرم تھا اور افتراق کی بات کرنیوالا محسن ـــــ وہ دور گذر گیا ـــــ کھرا اور کھوٹا سامنے آگیا ـــــ اب اتحاد کی بات ہونی چاہیئے ـــــ اب متاعِ کارواں کی بات ہونی چاہیئے ـــــ مدارسِ عربیہ کے مہتمم حضرات، واعظین اور مشائخ طریقت بھی اپنی ذمہ داریاں پوری فرمائیں، اپنے لئے اور اپنے مدرسوں اور خانقاہوں کے لئے کام کرتے رہیں مگر ان دائروں سے نکل کر بھی دیکھیں، جو حضرات اور ادارے اہلِ سنت کا لٹریچر شائع کر رہے ہوں ان سے بھرپور تعاون کریں، ان کے خلوص و خدمت کی قدر کریں، انکی مطبوعات کو اپنے حلقۂ اثر میں پھیلائیں اور مطالعہ کی ترغیب دیں ـــــ اجتماعی مزاج پیدا کریں ـــــ اجتماعی سوچ پیدا کریں ـــــ انفرادیت کو چھوڑیں، اجتماعیت کے لئے کام کریں ـــــ ہر عاشقِ رسول کو اپنا بھائی تصور کریں ـــــ عشقِ رسول کو تعلقات کی اساس بنائیں ـــــ جو عشقِ رسول کی بات کرے اسے گلے لگائیں ـــــ جو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان نچھاور کرنے کیلئے تیار ہو اُسے دل میں جگہ دیں ـــــ جو ناموسِ مصطفٰے پر اپنی عزت و آبرو مٹانے کیلئے تیار ہو اُس کو آنکھوں پر بٹھائیں ـــــ علاقائیت کا عفریت ہماری صفوں میں داخل ہو رہا ہے عشق کی قوت سے اِس کو نیست و نابود کر دیں اور ایسے مل جل کر رہیں کہ عہدِ نبوی کی یاد تازہ ہو جائے ـــــ

ہاں بازارِ طائف میں اس جسمِ نازنیں سے لہو کی ٹپکتی بوندوں کا واسطہ ـــــ جعفرِ طیّار کے پیکرِ گلگوں کے ٹکڑوں کا واسطہ ـــــ شعبِ ابی طالب کے بھوک سے نڈھال جسموں کا واسطہ ـــــ عالمِ اسلام کے شہیدوں کی تڑپتی لاشوں اور بلکتے مظلوموں کی تھرتھراتی آہوں کا واسطہ ـــــ اپنے اندر اتحاد پیدا کیجئے ـــــ اتفاق پیدا کیجئے ـــــ آپ کے اسلاف جن راہوں پر چلے تھے انہی راہوں پر چلئے ـــــ روٹھے ہوؤں کو منائیے ـــــ اپنے ایذا بھی دیں تو صبر کیجئے ـــــ ظلم بھی کریں تو برداشت کیجئے ـــــ امام احمد رضا کا بھی فرمان ہے ـــــ ان کی بدخواہی نہ کیجئے، خیر خواہی میں جان دے دیجئے ـــــ

کالی کملی والے آقا کے غلامو! ــــــ تم کب تک سوتے رہو گے جاگ جاؤ اور دوسروں کو جگاؤ ــــــ تم رحمت کی برکھا ہو ــــــ سارے عالم پر چھا جاؤ ــــــ سارے عالم پر برس جاؤ ــــــ دیکھو دیکھو ــــــ دنیا کے سربراہانِ مملکت کو دیکھو ــــــ ان میں کیسے کیسے لوگ ہیں جو حکومت کر رہے ہیں ــــــ تم تو محمد مصطفٰے کے غلام ہو ــــــ تم سارے عالم کے آقا ہو کہ محمد مصطفٰے کو سارے عالم کے لئے بھیجا گیا ہے ــــــ تم عالم کی شیرازہ بندی کے لئے آئے ہو، ہاں ع ــــــ

لب کُشا ہو جا سرودِ بربطِ عالم ہے تو

حقوق بحق ناشر محفوظ

امام احمد رضا پر دیگر مطبوعات

۱......تدبیر فلاح ونجات واصلاح، امام احمد رضا

☆

۲......سرتاج الفقھاء، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۳......خوب وناخوب، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۴......عشق ہی عشق، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۵......غریبوں کے غمخوار، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۶......گناہ بے گناہی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۷......محدث بریلوی، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۸......گویا دبستان کھل گیا، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۹......امام احمد رضا کا عظیم اصلاحی منصوبہ، ڈاکٹر محمد ہارون

۱۰......امام احمد رضا اور مسعود ملت، نبیلہ اسحاق چودھری

☆

۱۱......امام احمد رضا اور عالم اسلام، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۱۲......عبقری الشرق مولانا احمد رضا خاں، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۱۳......فاضل بریلوی اور ترکِ موالات، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۱۴......امام احمد رضا اور علوم جدیدہ وقدیمہ، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۱۵......امام احمد رضا دار العلوم منظر اسلام، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۱۶......امام احمد رضا اور عالمی جامعات، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

☆

۱۷......امام احمد رضا کی عالمی اہمیت، ڈاکٹر محمد ہارون (رضا اکیڈمی، یو کے)

☆

۱۸......امام احمد رضا اور حضراتِ نقشبندیہ، ابوالسرور محمد مسرور احمد

☆

ادارۂ مسعودیہ، کراچی

۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد، کراچی

ادارۂ مسعودیہ کی کتب ملنے کے پتے

۱۔ ادراۂ مسعودیہ

۵/۲،۶-ای ناظم آباد، کراچی۔ فون 6614747

۲۔ ضیاء الاسلام پبلی کیشنز۔

ضیاء منزل (شوگن مینشن) محمد بن قاسم روڈ آف ایم ،اے، جناح روڈ،

عیدگاہ کراچی فون نمبر 2633819-2213973

۳۔ فرید بک اسٹال

38۔اردو بازر، لاہور، فون: 042-7224899-7312173

۴۔ ضیاء القرآن

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی فون: 2630411-2210212

۵۔ مکتبہ غوثیہ

پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی نمبر ۵

فون: 4910584-4926110

۶۔ مکتبہ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم

کڈہالہ (مجاہدہ آباد)، آزاد کشمیر براستہ گجرات، اسلامی جمہوریہ پاکستان

IDARA-I-MAS'UDIA, KARACHI

SINCE 1992

وكونوا مع الصادقين

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

Islamic Republic of Pakistan

ادارہ مسعودیہ۔ کراچی

IDARA-I-MAS'UDIA, KARACHI

Designed by: AL-HADI GRAPHICS 0300-2196467